دیوان نظامی پریس بدایون نے اولاً ۱۹۲۳ء مین شائع کیا تھا، جو اپنے نوع کی مقبولیت کے لحاظ سے ہاتھون ہاتھ بکا، اب اس کا دوسرا اڈیشن شائع کیا گیا ہے، نظامی پریس کی اس ادبی خدمت سے اردو زبان کی ایک خاص صنف کے بہت سے الفاظ و محاورات محفوظ ہوگئے ہین، نیز اسی کیساتھ واجد علیشاہ کے عہد کے لکھنؤ کی زنانی تہذیب و معاشرت کا مرقع تیار ہوگیا ہے، جناب نظامی بدایونی نے ریختی کے دیوان کی مناسبت سے اس عہد کے نثر کے "ریختی نویس" جناب آغا حیدر حسن صاحب دہلوی سے اس پر مقدمہ لکھوایا ہے، مقدمہ اپنے طرز مین دلچسپ ہے، لیکن مقدمہ کے مضامین و مباحث مین از سر نو ترتیب و تدوین کی ضرورت تھی، کہ مقدمہ کے تمام مباحث مربوط و مسلسل ہو جاتے، افسوس ہے کہ طبع ثانی مین اس کی طرف توجہ نہین کیگئی، اس جدید اڈیشن مین جان صاحب کے جدید دستیاب شدہ کلام کا وافر حصہ بھی شامل کیا گیا ہے، دیوان کی ابتدا مین اولاً مرتب کی طرف سے چند صفحون کا تعارف ہے، پھر ۸۲ صفحون مین آغا حیدر حسن صاحب دہلوی کا مقدمہ ہے، اس کے بعد ۲۰۰ صفحے دیوان کے ہین، اور آخر مین ۲۴ صفحون مین دیوان کا فرہنگ منسلک ہے،

ماہ دخت، از جناب حکیم محمد سراج الحق صاحب حجم ۱۸۸ صفحے، لکھائی چھپائی اور کاغذ معمولی، قیمت ۱۲؍، پتہ منیجر صاحب رسالہ دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ،

جناب حکیم محمد سراج الحق صاحب، مولانا عبد الحلیم صاحب شرر کی وفات کے بعد ان کی لائق ستایش جانشینی کر رہے ہین، چنانچہ ایک طرف ان کے رسالہ دلگداز کی عنانِ ادارت ہاتھ مین لیے ہوئے ہین، اور پھر کوشش کرتے ہین کہ ان کے خدمات کی یاد تازہ رکھین، اور جسطرح شرر مرحوم ہر سال دلگداز مین ایک ناول پیش کرتے تھے حکیم صاحب نے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا ہے، اور یہ ناول "ماہ دخت" جو اسوقت پیش نظر ہے، ۱۹۳۱ء کے دلگداز مین پیش کیا گیا تھا اور اب کتابی شکل مین شائع ہوا ہے، اس مین حضرت عمر فاروقؓ کے عہد کے عرب و ایران کی لڑائیون کو ناول کے طرز مین بیان کیا گیا ہے، اور اسی مین ایک عرب قائد عاصم بن عمرو تمیمی اور یزدگرد کی بہن ماہ دخت کے تعشق کی داستان شامل کیگئی ہے

"ر"

جلد بست و نہم ۲۹ | ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۳۲ء | عدد ۵

مضامین

شذرات

کسی قوم کی بربادی کا اصلی وقت وہ ہوتا ہے جب خود اس کے یقینیات یعنی ایمانیات تو اُس کے نزدیک مشکوک ہو جاتے ہیں یا مٹ جاتے ہیں، اور انکی جگہ دوسری قوم کے یقینیات اس کے دل میں راہ پاتے اور پختگی اور استحکام حاصل کرتے جاتے ہیں، اسوقت وہ قوم تسخ انگیز تناسخ کی صورت میں ہوتی ہے، اوپر سے تو وہ وہی قوم معلوم ہوتی ہے، مگر اندر سے وہ کچھ اور ہو جاتی ہے، بظاہر وہ اب بھی اپنے کو وہی کہنے اور کہلانے پر مُصر ہوتی ہے، مگر اس کا باطنی ہیولیٰ کسی اور روپ میں تبدیل ہو چکا ہوتا ہے، گویا وہ اندر سے تو کوئی اور حیوانی صنف میں بدلی ہوتی ہے، مگر اوپر سے اس پر چہرہ انسان کا لگا ہوا ہوتا ہے، پھر یہ انسان نما حیوان تعجب کرتا ہے کہ ہم پر انسانی برکات کے اُس پہلے خزانہ کا منھ کیوں نہیں کھلتا، جب ہم صرف اوپر سے انسان نہیں، بلکہ اندر سے بھی انسان تھے،

ہم بظاہر مسلمان بنتے ہیں، مگر اسلامی ایمان و یقین سے سرتاپا عاری، اسلامی تعلیمات و ہدایات سے یکسر غافل، اسلامی تمدن و معاشرت سے تمامتر خالی ہیں، پھر اصرار ہو کہ ہم کو اسلام کا پیرو اور مسلمان کہا جائے، اور اسلام اور مسلمانوں کے جو لوازم اور خصوصیات ہیں، ان کا ہم کو اہل قرار دیا جائے، اور اگر وہ وعدے جو مسلمانوں سے کئے گئے تھے ہمارے ساتھ پورے نہ کئے جائیں تو ہم کو اپنی غلط نمائی پر جھوٹ کا گمان نہیں ہوتا، بلکہ اس وعدہ کرنے والے کے جھوٹے ہونے کا (نعوذ باللہ) خیال ہوتا ہے، کیا یہ علت و معلول اور خاصیت و ذی خاصیت کے درمیان لزوم کی صحیح منطقی شکل ہے؟

دنیا کی سطح پر جو قومیں بھی وجود پذیر ہوئی ہیں، انکی بناوٹ کا خمیر عموماً تین مختلف مسالوں سے تیار ہوا ہے، یعنی کسی نسل کی محبت، یا کسی خاص ملک کی الفت، اور یا چند خیالات سے مستحکم عقیدت، اسلامی قوم کی طبعی ساخت تیسرے مسالہ سے ہوئی ہے، اسلیے اسکی بنا کی سُستی کو اگر دور کرنا ہے تو اسی خاص قسم کے مسالہ کو جہاں جہاں سے وہ جھڑ گیا ہو، لگا کر اس کو پختہ کیجئے، ورنہ اگر آپ یہ چاہینگے کہ اسکی کمزوری و سست بنیادی کو پہلی یا دوسری قسم کے مسالے سے دور کریں تو آپ اُسکو وہی چیز نہیں بلکہ دوسری یا تیسری چیز بنا رہے ہیں، اسکو ہندو بنا رہے ہیں یا انگریز، مسلمان نہیں بنا رہے ہیں،

جسوقت عرب کے ملک میں اسلامی قومیت کی تعمیر ہو رہی تھی، اس کے داہنے اور بائیں دو اور قومیتیں موجود تھیں، ایکطرف ایرانی نسل کی قومیت، اور دوسری طرف رومی شہنشاہی وطنیت، مگر عرب کی نئی قومیت کے خلاق نے نہ ادھر دیکھا اور نہ ادھر، کہ ان دونوں کی کمزوریاں آشکارا تھیں، بلکہ وہ اپنے لیے ایک تیسری قومیت کا مسالہ تیار کرتا رہا، اور بالآخر ایک نئی قوم بنا کر کھڑی کر دی جس نے آن کے آن میں دونوں گذشتہ قومیتوں کو تہ و بالا کر کے ان کو اپنے میں مدغم کر دینے پر مجبور کر دیا،

مسلمان اگر آج مسلمان ہیں تو اس نکتہ پر غور کریں کہ محمد رسول اللہ صلعم نے اپنی نئی قومیت کی تعمیر کے وقت یہ نہیں کہا کہ اے مسلمانو! تم ایرانیوں کیطرح بنجاؤ تو درفش کاویانی جیسا علم تمھارے سروں پر لہرانے لگے، یا اے مسلمانو! تم رومیوں کی طرح بنجاؤ تو عالمگیر شہنشاہی کے تخت پر تم کو بیٹھنا نصیب ہو، بلکہ جب کہا تو یہی کہا، یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا، اے ایمان والو! ایمان والے بنجاؤ، یعنی اے بے مثال قوم والو! اپنی مثال آپ بنجاؤ،

پھر یہ کیا بدبختی ہے کہ آج مسلمانوں کے نزدیک ان کے مسلمان بننے کی صرف دو راہیں ہیں، کچھ کے نزدیک یہ کہ تمام مسلمان یکلخت فرنگی بنجائیں، اور بعضوں کے نزدیک یہ کہ وہ ہندی بنجائیں، اور مسلمان بننا اب مسلمان بننے کیلیے ضروری نہیں رہا، تو خدارا بتاؤ کہ یہ پوری قوم کی قوم کو ایک دوسری قوم میں مدغم ہو جانے کی صریح دعوت ہے یا نہیں؟

آج یورپ کو اتحادِ عالم کے خواب کی تعبیر کے لیے اس کی ضرورت پیش آئی ہو کہ وہ ایک عالمگیر زبان پیدا کرے جس کا نام اسپرنٹو رکھا گیا ہے، لیکن اسلام نے اپنے عالمگیر اتحاد کے لیے اس مسئلہ کو پہلے ہی سے حل کر دیا ہو، اس کے پیغمبر اور اُسکی کتاب کی زبان آج چالیس کرور نفوس کے لیے اسلامی اسپرنٹو ہو، جہان کہین بھی کوئی مسلمان آبادی ہے، اس زبان کا کوئی نہ کوئی جاننے والا موجود ہے، آج دنیا کے گوشہ گوشہ سے جہان چند ہزار بھی اس زبان کے جاننے والے ہین اس زبان مین ان کے اخبارات اور رسالے شائع ہو رہے ہین، لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ پورے ہندوستان مین جہان آٹھ کرور اس زبان کے عاشقِ صادق، اور کم ازکم چند لاکھ اس کے جاننے والے اور سمجھنے والے موجود ہین، اور ایک لاکھ سے زیادہ اس کے طالب العلم ہین، اور ہزارون کی تعداد مین اسکی درسگاہین ہین اس زبان کا کوئی رسالہ موجود نہین ہے،

اسی ضرورت کو محسوس کرکے ہمارے چند عزیزانِ ندوۃ العلماء نے یہ قصد کیا ہے کہ لکھنؤ سے الضیاء نامی ایک ماہوار رسالہ جاری کرین جس کے نگران کارون مین ایک میرا نام بھی ہے، پہلا رسالہ مرتب ہوچکا ہے محرم سنہ سے اس کا آغاز ہوگا قیمت سے رسالانہ ہوگی، پتہ یہ ہے، مولوی مسعود عالم صاحب ندوی، اڈیٹر الضیاء، شبلی دارالاقامہ، بادشاہ باغ لکھنؤ،

ہم کو امید ہے کہ اس زبان کے قدردان اسکی قدر کرینگے، اور نہ صرف اس کو خرید کر، بلکہ زرِ اعانت سے بھی اس کی امداد کرین گے، اس وقت پچاس پچاس روپیے کے چند دوستون کے چندون سے یہ کام شروع ہو رہا ہے، اگر باہر سے بھی کچھ لوگ اس کی ابتدائی مشکلات کے لیے پچاس پچاس روپیے یکمشت چندون سے اس کی اعانت فرمائین تو بڑا کام ہو، ایسے احباب اس رسالہ کے دائمی سرپرست اور ہمیشہ کے خریدار رہین گے،

مقالات،

کیا عالمگیر کے عہد مین تاریخ نویسی قانوناً جرم تھی؟

الہ آباد یونیورسٹی کے ایک پروفیسر تاریخ کی غلط بیانی،

از
سید ریاست علی ندوی،

عالمگیر کی فردِ قراردادِ جرم مین ایک یہ جرم بھی بیان کیا جاتا ہے، کہ اس نے اپنے مظالم کی پردہ پوشی کیلئے اپنے عہد مین تاریخ نویسی کو قانوناً ممنوع قرار دیدیا تھا، چنانچہ دورِ حاضر کے ایک ہندو مورخ ڈاکٹر ایشوری پرشاد صاحب ایم اے ڈی لٹ پروفیسر تاریخ الہ آباد یونیورسٹی اپنی تاریخ ہندوستان مین جو اسکول کے اوپر کے درجون کے لیے لکھی گئی ہے، عالمگیر کے جرائم تعصب و تشدد مین ایک اس جرم کا بھی اضافہ کرتے ہین، اور لکھتے ہین:-

"اورنگ زیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ کوئی اس کے زمانہ کے واقعات کا حال نہ لکھے"

مگر:-

"ایک ہمعصر مسلمان مورخ محمد ہاشم خفیہ طور سے اس زمانہ کے حالات لکھتا رہا، اس لیے وہ خافی خان کہلاتا ہے، اس کی کتاب "منتخب اللباب" سے اورنگ زیب کے زمانہ کا بہت کچھ حال معلوم ہوتا ہے"[1]

ہمارے ڈاکٹر صاحب نے یہ بیان غالبًا اپنے پیشرو انگریز مورخین کی تقلید مین لکھا ہے، بہر حال اس دعویٰ کے یہ تین ٹکڑے ہین،

۱۔ عالمگیر نے اپنے عہد میں تاریخ نویسی کی ممانعت کر دی،

۲۔ محمد ہاشم خفیہ طور پر اس کے عہد میں اپنی تاریخ لکھتا رہا،

۳۔ اسی خفیہ نویسی کی وجہ سے وہ "خافی خان" کہلایا،

واقعہ یہ ہے کہ جب محمد ہاشم کی منتخب اللباب شائع ہوئی، اور اس کے مطبوعہ نسخہ کے سرورق پر مصنف کا لقب "خافی خان" نظر آیا، تو اسی زمانہ سے بطور تخمین و قیاس یہ آواز پیدا ہو گئی تھی، کہ وہ اپنی خفیہ نگاری کے باعث اس لقب سے ملقب ہوا ہو گا، اور یہ اس لئے کہ عالمگیر نے اپنے عہد کے مظالم کی پردہ پوشی کے لئے تاریخ نویسی کی ممانعت کر دی ہو گی، اور نیز منتخب اللباب کے دیباچہ کے بعض بیان سے اس قیاس آرائی کی مزید تائید ہوئی جس کا تذکرہ آئندہ آئے گا، پہلے ہمیں محمد ہاشم کے لقب اور منتخب اللباب کے عہد تالیف پر نظر ڈالنی ہے،

یہ عجب اتفاق ہے کہ جس طرح عالمگیر کے عہد میں عمال حکومت اور فوج سے کبھی جو غلطیاں سرزد ہوئیں وہ براہ راست عالمگیر کے سر تھوپ دی گئیں، اسی طرح آج چند صدیاں گذرنے کے بعد بھی، جب عالمگیر کے عہد کے واقعات کی تاریخ مطبع سے شائع ہوئی، اور اس سے ایک اتفاقی غلطی سرزد ہو گئی، تو اس کو بھی ایک مستقل الزام بنا کر عالمگیر کے سر لاد دیا گیا، "خافی خان" کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ یہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے نسخہ کی ایک اتفاقی غلطی ہے، کہ ہمیں محمد ہاشم نظام الملکی کا لقب "خوافی خان" کے بجائے "خافی خان" شائع ہوا، خواف نیشاپور (خراسان) کے ایک قصبہ کا نام ہے، خوافی سے اسی کی طرف نسبت کی جاتی ہے، معجم البلدان میں ہے،

خَوَاف ...... قصبة كبيرة من اعمال نيسابور بخراسان ...... ينسب اليها جماعة من اهل العلم والادب ...... منهم ابو المظفر احمد بن محمد بن المظفر الخوافي[1]

خواف ...... نیشاپور (خراسان) کا ایک بڑا قصبہ ہے ...... اسکی طرف اہل علم و ادب کی ایک جماعت منسوب ہے ...... انہی میں ابو المظفر احمد بن محمد بن مظفر خوافی ہیں ......

[1] معجم البلدان ج ۳ ص ۴۷۹ مطبوعہ مصر،

اسی طرح کتاب الانساب سمعانی میں ہے:-

خوافی ...... هذه النسبة الى خواف وهي ناحية من نواحي نيسابور ...... كان منها جماعة من العلماء والمحدثين[1]

خوافی ...... یہ نسبت خواف کی طرف ہے جو نواحی نیشاپور میں ہے ...... یہاں سے علماء و محدثین کی ایک جماعت پیدا ہوئی،

خواف کے اکثر اہل علم و فن سلاطین مغلیہ کے دامن سے وابستہ تھے اور معزز عہدوں پر فائز تھے، منتخب اللباب میں بھی ان کا جابجا تذکرہ ہے، مثلاً عبد الخالق خوافی (ج ۱ ص ۳۷۲) شیخ میر خوافی (ج ۲ ص ۱۲-۱۶-۲۳-۲۵-۲۷-۳۰ وغیرہ) اور خواجہ کلاں خوافی کفایت خان وغیرہ (ج ۲ ص ۱۹، ۲۰ وغیرہ)

اور محمد ہاشم نے کہیں کہیں ان لوگوں سے اپنی رشتہ داری اور نسبت بھی بیان کی ہے، خواجہ کلاں خوافی کے ذیل میں لکھتا ہے:

"خواجہ کلاں خوافی کہ خالوی محرر اوراق می شد اماماتہ دیوانی اجین کہ ......"[2]

اور اسی طرح اپنے وطن خواف اور ابنائے وطن کے متعلق عالمگیر اور شیخ میر خوافی کے تذکرہ کے ایک سلسلہ میں لکھتا ہے:

"گویند بسبب چنان جانفشانی کہ بدان ارادت و عقیدت از شیخ میر بظہور آمد، پادشاہ قدردان خانہ زاد پرور در نسبت بہمہ مردم خواف توجہ تمام بہم رسید و آن قدر کہ در عہد خلد مکان عالمگیر پادشاہ مردم خواف کہ مختصر ترین الکہای خراسان است پیش آمدند و ترقی نمودند در ہیچ عہدی از پادشاہان سلف در تواریخ بنظر نیامدہ و فی الحقیقت اگرچہ مردم خواف نسبت بہمہ مردم خراسان در ظاہر درشت و بیرو واقع شدہ اند، اما اکثر در کار راست و درست اند و در طریقہ پاس حق نمک آقا از جملہ ثابت قدمان می توان محسوب نمود"[3]

چنانچہ منتخب اللباب کے بعد کی تاریخوں میں جن کا وہ ماخذ ہے، کتاب کے مولف کا نام ہر جگہ خوافی خان ملتا ہے، مثلاً مآثر الامراء، نواب صمصام الدولہ شاہ، نواز خان میں چند جگہ اس کا نام آیا ہے، اور ہر جگہ یہی نام مذکور ہے،

[1] کتاب الانساب (گب) ورق ۲۱۰، [2] منتخب اللباب ج ۲ ص ۱۹، [3] ایضاً ج ۲ ص ۴۲،

دیباچہ میں ماخذون کی فہرست میں ہے؛

"لب لباب تالیف خوافی خان"

ج ۱ ص ۷۶۲ میں ہے:-

"خوافی خان صاحب تاریخ لب لباب...... آوردہ"

اور اسی طرح ج ۱ ص ۱۵ میں ہے،

"اما خوافی خان در تاریخ خود زبانی خواجہ مکارم جان نثار خان............ آوردہ"

اور پھر ج ۲ ص ۶۰ میں ہے،

"خوافی خان صاحب تاریخ منتخب اللباب...... نقل می کرد"

باقی رہا منتخب اللباب کو عہدِ عالمگیری کی تالیف بتانا ایک ایسی سخت حیرت انگیز غلطی ہے، جس کا ارتکاب ہندوستان کی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کے پروفیسرِ تاریخ سے حد درجہ تعجب انگیز ہے، اگر **تاریخ ہندوستان** کی تالیف کے وقت منتخب اللباب سامنے موجود نہ تھی، تو اس کتاب کا حوالہ دیتے وقت کم از کم کسی فہرستِ مخطوطات ہی میں اگر دیکھ لیا جاتا تو یہ التباس دور ہو جاتا، مثلاً فہرستِ مخطوطاتِ فارسی انڈیا آفس میں ہے:-

"یہ ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۱ء سے پہلے مکمل نہیں ہوئی، اور مؤلف نے ۱۱۴۴ھ میں وفات پائی"[1]

ورنہ منتخب اللباب میں سنہ تالیف وغیرہ کے علاوہ کہ جس سے عہدِ عالمگیر کی وفات کے دس برس بعد کی یہ تالیف ثابت ہوتی ہے، جابجا ایسے واضح قرائن موجود ہیں کہ اس کو عہدِ عالمگیری کی تالیف غلطی سے بھی نہیں کہا جا سکتا، مثلاً عالمگیر کے حالات میں اکثر مواقع پر اس کو "خلد مکانی" سے موصوف کیا گیا، اور اس کے برخلاف دیباچہ کے شروع ہی میں جہاں محمد شاہ کا تذکرہ آیا ہے، اس کا نام فرمانروائے وقت کی حیثیت سے لکھا گیا ہے، دیباچہ میں ہے:-

[1] فہرست مخطوطات انڈیا آفس نمبر کتاب ۳۹۶ ص ۱۴۹،

"تا ذکرِ سلطنت عہد مبارک پادشاہ جم جاہ، جوان بخت، فرازندۂ تاج و تخت، اختر برج جہانبانی، گوہرِ درجِ صاحبقرانی آبروبخشِ دولت دوبارۂ تیموری ابوالمظفر ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی تا غایت سنہ ہزار و صد و سی کہ بتالیف آن جلد پرداختہ در مدت دو صد سال قمری بچہار دہ واسطہ زینت افزائے تخت ہندوستان پر وسعت گشتہ اند"

آغاز کتاب کی عبارت یہ تھی، اب اتمام کتاب کی عبارت پڑھئے:-

"تا غایت شروع سنہ چہاردہ بہ تحریر مجملی از سوانح عہد محمد شاہ بادشاہ پرداختہ، انشاء اللہ تعالیٰ بعد ازین بشرط بقائے حیات و وفا نمودن فرصت آنچہ اتفاق افتد بہ تسطیر تغیر و تبدیل وضع روزگار قلم نگجہ خواہد داشت"[1]

کتاب کے آغاز و اتمام کو آپ نے پڑھ لیا، کیا یہ عہدِ عالمگیری کی عبارت ہے؟ کہ یہ کہا جا سکے کہ عالمگیر کا ایک ہمعصر مسلمان مورخ محمد ہاشم خفیہ طور سے اس زمانہ کے حالات لکھتا رہا، اور اس لیے وہ خافی خان کہلاتا ہے، لیکن اگر اس موقع پر ہمارے لائق مورخ عہدِ عالمگیری میں تاریخ نویسی کی ممانعت کو "ایک ہمعصر مسلمان مورخ" کے نام و لقب سے ثابت کرنے کے بجائے اس مسلمان مورخ کے بعض بیانات سے ثابت کرتے تو وہ اولاً ایسی فاش تاریخی غلطیوں میں نہ پڑتے، اور بلکہ بہ ظاہر کسی حد تک وہ قرین قیاس واقعہ نظر آتا، وہ یہی بیان ہے، جس کی طرف ہم ابھی اشارہ کر آئے ہیں، منتخب اللباب کے دیباچہ میں ہے:-

"اگرچہ خلاصۂ سوانح پنجاہ سال عہد آن پادشاہ جم جاہ تبند کار آوردن، آب دریا بکوزہ پیمودن است خصوص احوال چہل سال اواخر کہ مورخان از تسطیر آن ممنوع گشتہ، برشتہ بیان نکشیدہ اند، بحریست بے پایان"[2]

محمد ہاشم کا یہ ایک ایسا بیان تھا جس سے عہدِ عالمگیر میں تاریخ کی تدوین کے امتناع کا حکم نکل سکتا تھا، لیکن

[1] منتخب اللباب ج ۱ ص ۲ و ج ۲ ص ۸۰، و [2] ایضاً ج ۱ ص ۳۰۲،

درحقیقت اس بیان کو بھی اس الزام سے دور کا بھی سروکار نہین ہے، اس مین ایک بالکل جداگانہ واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے،

واقعہ یہ ہے کہ سلاطین مغلیہ کے دربار مین تاریخ نویسی کا ایک سرکاری محکمہ ہوتا تھا، دربار کے چند اہل قلم تاریخ نویسی کی خدمت پر مامور رہتے، وہ روزانہ بادشاہ اور دربار کے چھوٹے بڑے واقعات اور سلطنت کے حوادث و وقائع کو ترتیب دیکر کتاب کی شکل مین مرتب کرتے، اور پھر یہ کتاب فرمانروا ے وقت کے سامنے پیش کیجاتی، اور وہ جو چاہتا اس مین ردوبدل کر دیتا، چنانچہ تورک بابری، اکبرنامہ، جہانگیرنامہ اور شاہجہان نامہ وغیرہ اسی قسم کی تالیفات ہین، جو سلاطین مغلیہ کی نگرانی مین ترتیب پائی ہین، اور خود عالمگیر کے ابتدائی عہد حکومت کے دس سالون تک یہ طریقہ رائج رہا، چنانچہ اس کے ابتدائی دہ سالہ عہد حکومت کی تاریخ عالمگیرنامہ ہے، جس کو منشی محمد کاظم بن محمد امین نے ترتیب کیا ہے، اور وہ ایشیاٹک سوسائٹی سے شائع ہو چکی ہے، محمد کاظم اس کا مسودہ مرتب کرتا، اور اس کو عالمگیر خود ملاحظہ کرتا، اور پھر سال بسال کتاب ترتیب پاتی جاتی،

لیکن اگر مورخانہ دیانتداری سے دیکھا جائے، تو ان کتابون کی حیثیت کسی آزادانہ تاریخی تصنیف کی نہین قرار پاسکتی، بلکہ اسکی ایک حد تک وہی حیثیت ہو سکتی ہے، جو آجکل حکومتون کی سالانہ رودادون کی ہوتی ہے، لیکن پھر ان رودادون اور ان تصنیفون مین بھی ایک اصولی فرق ہوگا، کہ ان رودادون کی اشاعت و ترتیب کی ذمہ دار خود حکومت ہوتی ہے، اور اس لیے سیاسی و دیگر معاملات حکومت مین، حکومت اپنے طریق کار کی حمایت کرتی ہے، لیکن شاہان مغلیہ کے عہد کی وہ کتابین اگرچہ حکومت کی جانب سے ترتیب پاتی تھین، اور ان مین اسی کے نقطۂ نظر کو واضح کیا جاتا تھا، لیکن ان بیانات کی صداقت اور ان روایون کی صحت کی تمامتر ذمہ داری انہی مصنفین کے سر ہوتی تھی، اور ایک آزاد مورخ کے نام سے حکومت کی جا و بیجا حمایت کرائی جاتی تھی، اس لیے یہ فیصلہ بآسانی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے مخالف پہلوؤن کے موقعون پر ان کتابون کا تاریخی پایۂ استناد کیا ہو سکتا ہے،

عالمگیر کا اگر کوئی جرم ہے تو یہی کہ اس نے اس مذموم تاریخ نویسی کے سلسلہ کو بقلم ممنوع قرار دیدیا، کہ تاریخین وہ ہونگی جو دوسرے آزاد اہل قلم لکھین نہ کہ وہ ہونگی جو حکومت کے زیر سایہ ترتیب پائین، چنانچہ اسی حکم کے مطابق منشی محمد کاظم کی تالیف عالمگیرنامہ کی ترتیب کا سلسلہ صرف دس برس کے حالات تک پہنچکر منقطع ہو گیا، عالمگیرنامہ ایشیاٹک سوسائٹی سے شائع ہو چکی ہے، اُسے دیکھکر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کسی آزاد نگار مورخ کا تاریخی شاہکار ہے، یا سرکاری دفتر کی سرکاری کھتیونی، کہ جس مین مخالف حکومت اشخاص کے نام تک تحقیر و تذلیل سے لکھے گئے ہین، اور خصوصاً "داراشکوہ" ہر جگہ "دارا بے شکوہ" کے نام سے یاد کیا گیا ہے،

عالمگیر نے اسی غیر مناسب سلسلۂ تاریخ نویسی کو مسدود کر دیا، چنانچہ جب عالمگیر کے عہد حکومت کے بعد اسی طرح اس کے بقیہ سال حکومت کی تاریخ "مآثر عالمگیری" مستعد خان کے قلم سے ترتیب پائی، تو اس نے اپنے دیباچہ مین اس حقیقت کو واضح کیا، وہ لکھتا ہے:-

"واضح باد کتاب بلاغت نصاب والاخطاب عالمگیرنامہ متضمن وقایع دہ سالہ دولت ابد طراز ...... ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی نگاشتہ خامہ بدایع نگار مرزا محمد کاظم سرآمد سخن سنجان نادرہ کار است وچون خدیو عالم صورت و معنی واقف اسرار بلندی و پستی را تاسیس بناے باطن مقدم بر اظہار آثار ظاہر بود راقم از تسوید ممنوع شدہ[1]....."

اسی بنا پر عالمگیرنامہ کے مقدمہ مین مصحح کتاب کا بیان حسب ذیل ہے:-

"وچون بندگان حضرت اعلی خاقانی بمقتضاے دانش خداداد و فطرت بلند وعلو ہمت و وسعت حوصلہ ابقاء آثار ظاہر را در جنب محو ان وقعتے نہنادہ بتاسیس مآثر باطن بیشتر توجہ داشتند بعد از تدوین واقعات دہ سالہ حکم حقیقت شیم صادر شد کہ گذارندۂ داستان مفاخر و مکارم محمد کاظم مصنف کتاب مستطاب عالمگیرنامہ من بعد وقائع را بقید کتاب در نیاورد، لہذا او ہم بدان قدر

[1] دیباچہ مآثر عالمگیری قلمی کتب خانہ خدابخش خان نمبر کتاب ۱۳۰ ورق ۲ و ۳، مطبوعہ نسخہ اس وقت پیش نظر نہین ہے،

اکتفا نمود .... [1]"

یہ ہے اس الزام کی اصل حقیقت، غریب عالمگیر اپنی خاکساری و فروتنی سے اپنے مفاخر و مکارم کی بزم داستان گوئی کو منتشر کرتا ہے، لیکن اس پر الزام یہ آتا ہے کہ اس نے اپنے عہد کے مظالم کی پردہ پوشی کے لیے تدوین تاریخ پر عام حکم امتناع جاری کر دیا، اگر یہ واقعہ ہوتا تو ظالم عالمگیر کو اپنے پہلے دہ سالہ جرائم کے اخفا کے لیے جو آپ اور بھائیون کیساتھ اس نے کئے، اپنے ابتدائی دہ سالہ تاریخ کو خاکستر کرنا چاہئے تھا، نہ کہ آیندہ کے واقعات کو جسمین مرہٹون کی جنگ کے سوا کوئی اور اہم باب نہین،

بہر حال اگر درحقیقت عالمگیر کے عہد مین تدوین تاریخ کا سلسلہ واقعی روک دیا گیا ہوتا، تو آج بہت سی کتابین جو عہد عالمگیر مین ترتیب پائی ہین، عالم وجود مین نہ آئی ہوتین، ورنہ عالمگیر کے عہد مین پرچہ نویسی و قوم نگاری کا جو نظام قائم تھا، اس سے ممکن نہ تھا کہ مورخین اپنی کتابین لکھتے اور پرچہ نویس ان سے بے خبر ہوتے، چنانچہ اسوقت یورپ اور ہندوستان وغیرہ کے مختلف کتب خانون مین عہد عالمگیری کی بہ کثرت کتابین موجود ہین، اور سب سے پر لطف یہ ہے کہ ان تالیفات مین نہ صرف مسلمان مورخین کی کتابین ہین، بلکہ اس عہد کے ممتاز ہندو اہل قلم کی تصنیفات بھی ہین، اور ہمارے دور حاضر کے ہندو مورخین کے لیے یہ واقعہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہوگا، کہ عہد عالمگیر کے ہندو مورخین نے عہد عالمگیر کی تاریخ، عہد عالمگیر مین مرتب کر کے خود عالمگیر کے نام معنون کی، اور اپنی اپنی تالیفات ہاتھ مین لیکر عالمگیر کے دربار مین حاضر ہوئے۔

ذیل مین عہد عالمگیری کی تاریخی تصنیفات کی ایک فہرست پیش کیجاتی ہے، امید ہے کہ یہ فہرست ہمارے لائق مورخ کے تمام شکوک و شبہات کو دور کردیگی، اس سلسلہ مین پہلے مسلمان مورخین کی کتابین درج کیجاتی ہین، اور پھر ہندو مورخین کی کتابین درج کیجائینگی، مسلمان مورخین کی کتابین حسب ذیل ہین:-

۱- **واقعات عالمگیری**، مصنفہ امیغان، آمین عالمگیر کی ولادت، شاہزادگی اور پھر تخت نشینی سے شاہجہان کی وفات تک کے حالات ہین، اسکا ایک نسخہ کتب خانہ دار المصنفین مین ہے،

[1] مقدمہ عالمگیر نامہ ص ۵،

۲- **عجیبۂ غریبہ**، جو فتحیۂ عبریہ یا عبریہ بھی کہلاتی ہو، مؤلفہ شہاب الدین طالش بن محمد ولی احمدیہ کوچ بہار اور آسام کے فتح عالمگیری کی تاریخ ہے، جو عہد عالمگیری کے ابتدائی سالون مین پیش آئی، زمانہ تالیف سنہ ۱۰۷۳ھ ہے،

۳- **واقعات عالمگیر**، مؤلفہ عاقل خان رازی، عالمگیر کے ابتدائی پانچ سالون از سنہ ۱۰۶۹ھ تا سنہ ۱۰۷۳ھ تک کی تاریخ ہو،

۴- **تاریخ شاہ شجاعی**، مؤلفہ محمد معصوم بن حسن صالح، شاہ شجاع کی جنگون کے حال مین ہو، زمانہ تالیف سنہ ۱۰۷۰ھ ہے، (بانکی پور ج ۷، ص ۸۱)

۵- **آئینۂ بخت**، مؤلفہ بختاور خان، کتاب کا آغاز تصنیف سنہ ۱۰۷۸ھ مین ہوا، اسمین بابر سے شاہجہان تک کے مختصر حالات اور عہد عالمگیری کے ابتدائی دہ سالہ حکومت کے مفصل واقعات ہین، اور مصنف کے بیان کے مطابق علت غائی اس تالیف کی عالمگیر کے حالات ہین" یہ نسخہ رامپور کے کتب خانہ مین موجود ہی، اور اسکا مفصل تذکرہ انہی اوراق کے گذشتہ نمبر مین شائع ہو چکا ہے، بختاور خان نے سنہ ۱۰۹۶ھ مین وفات پائی، اور عالمگیر نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ (معارف ج ۲۹ نمبر ۴)

۶- **مرآۃ العالم**، بختاور خان کی ایک دوسری تالیف مرآۃ العالم کے نام سے برٹش میوزیم مین موجود ہے، اس تصنیف کی تاریخ بھی "آئینہ بخت" ہے، منشی احمد علیخان صاحب مہتمم کتب خانہ رامپور کا خیال ہے کہ غالباً بختاور خان نے ابتداً صرف بابر سے عالمگیر تک کے حالات لکھے، اور اس کا نام آئینۂ بخت رکھا، پھر اسی کو وسعت دیا، اور اس کو "مرآۃ العالم" سے موسوم کیا، اور اس کا تاریخی نام "آئینہ بخت" باقی رکھا، لیکن انڈیا آفس کی فہرست مخطوطات کے مرتب نے اس تالیف مرآۃ العالم کو شیخ محمد بقا (سنہ ۱۰۳۷ھ، سنہ ۱۰۹۴ھ) کی تالیف قرار دیا ہے، (برٹش میوزیم ج ۱ ص ۱۲۵، انڈیا آفس نمبر کتاب ۱۲۴ تا ۱۲۶)

۷- **مرآۃ جہان نما**، یہ اسی شیخ محمد بقا (مولود سنہ ۱۰۳۷ھ متوفی سنہ ۱۰۹۴ھ) کی تالیف ہو جسمین عالمگیر کے دہ سالہ حکومت تک کی تاریخ ہے، اور سنہ ۱۰۹۴ھ مین مصنف کی وفات کے بعد اس کے بھتیجے محمد شفیع (سنہ ۱۰۹۵ھ) نے اس کو عہد عالمگیری ہی مین اوڈٹ کیا، انڈیا آفس مین اسکا ایک نسخہ موجود ہے (نمبر کتاب ۱۲۶)

۸- **زینۃ التواریخ**، مولفہ عزیز اللہ، یہ تاریخ عام ہے زمانہ تالیف سنہ ۱۰۶۷ھ ہے، برٹش میوزیم مین موجود ہے،

۹- **تنقیح الاخبار**، مؤلفہ ملا محمد، یہ بھی عہد عالمگیری کی تالیف ہو، یہ فرخ سیر کے عہد سنہ ۱۱۲۵ھ تک کی عام تاریخ ہے،

عہدِ عالمگیر میں ۱۱۰۶ھ سے اس کی تالیف شروع ہوئی،

۱۰- **آداب عالمگیری**، مؤلفہ منشی الممالک شیخ ابو الفتح قابل خان، یہ کتاب عہدِ عالمگیری کے سرکاری دستاویزات اور خطوط وغیرہ پر مشتمل ہے، ۱۱۱۵ھ میں یہ مجموعہ کتاب کی شکل میں مرتب ہوا، اور اسکی تاریخ "گل از باغ جان" سے متعین ہوگئی ہے، اس کا ایک قلمی نسخہ ہمارے کتب خانہ دار المصنفین میں بھی موجود ہے،

۱۱- **خلاصہ عالمگیر نامہ**، مؤلفہ حاتم خان، یہ اگرچہ عالمگیر کے ابتدائی دہ سالہ عہد کی تاریخ ہے، لیکن اس دس سال کے بعد ترتیب پائی ہے، جب عالمگیر نے محمد کاظم کے عالمگیر نامہ کی ترتیب روک دی تھی، یہ تمام تر اسی کا خلاصہ ہے، اور برٹش میوزیم کا نسخہ عالمگیر کے ۴۸ ویں سال حکومت ۱۱۱۵ھ کا مکتوب ہے،

۱۲- **وقائع نعمت خان عالی**، اسمین عالمگیر کے حملۂ حیدرآباد ۱۰۹۷ھ کے چند دنون کے حالات قلمبند کئے گئے ہین، جو اسی زمانہ مین لکھے گئے تھے،

۱۳- **جواہر التواریخ**، مؤلفہ سلمان قزوینی، اِبتداے آفرینش تا عہدِ عالمگیر کے حالات پر مشتمل ہے، لیکن بوڈلین لائبریری مین جو نسخہ ہے، وہ جہانگیر کے عہد تک کے حالات مین ہے، مگر مصنف نے دیباچہ مین عہدِ عالمگیر تک کی تاریخ کی ترتیب بتائی ہے، اور مرتب فہرست نے اسکو عہدِ عالمگیر کی تصنیف قرار دیا ہے کہ عالمگیر کے نام کیساتھ "خلد اللہ ملکہ" کے الفاظ مین (بوڈلین نمبر کتاب ۱۰۰)

۱۴- **مجموعہ اقتباس تواریخ مختلفہ**، یہ بوڈلین لائبریری کا ایک نسخہ ہے، مصنف کا نام درج نہین، لیکن ۱۰۹۸ھ کا کتابت ہے، اسمین حسب ذیل تاریخون کے خلاصے ہین، تاریخ سلاطین خلافت تزیین سلسلۂ علیہ صفویہ، مشتمل بر حالات از ۹۰۶ھ تا ۱۰۸۹ھ تواریخ بعضی از فتوحات تسخیر قلاع وولادت وسوانح وواقعات، وبناے مساجد وروضات و ابنیہ وعمارات وخیابان وباغات دولت وغیرہ شاہزادۂ عالی کامگار مشتمل تا ۱۰۷۶ھ، تاریخ سلطنت بادشاہ خلجیہ، تاریخ سلاطین سلسلۂ علیہ صاحبقران امیر تیمور گورگانی، فتح نامہ کہ مولانا علی کل از براے حسین نظام شاہ نوشت، وتاریخ سلاطین سلسلۂ علیہ قطب شاہیہ تا حالات ۱۰۳۰ھ (بوڈلین نمبر کتاب ۱۰۱)

اب ذیل مین عہدِ عالمگیر کے چند ہندو مورخین کی کتابین پیش ہین،

۱۵- **فتوحات عالمگیری**، مصنفہ ایسر داس قوم ناگر متوطن بلدہ پٹن، اسمین عالمگیر کی تختنشینی سے ۳۴ ویں سال

سال حکومت ۱۱۰۹ھ تک کے حالات ہین، یہ عہدِ عالمگیری کی تالیف ہے (تفصیل کیلئے دیکھو فہرست مخطوطات برٹش میوزیم ج ۱ ص ۲۶۹)

۱۶- **نسخہ دلکشا**، مؤلفہ بھیم سین ولد رگھونندن داس، یہ عالمگیر کی دکنی معرکہ آرائیون کی رزمیہ تاریخ ہے، جسمین عالمگیر کی دکنی فوج کشی سے شاہ عالم کی تخت نشینی تک کے حالات ہین، بھیم سین ۱۰۵۹ھ مین پیدا ہوا، اور عالمگیر کی دکنی فوج سے وابستہ تھا، تاریخ کی ترتیب اگرچہ عالمگیر کی وفات کے دو سال بعد ۱۱۲۰ھ مین اختتام کو پہنچی، لیکن اسکا بیشتر حصہ وہ عالمگیر ہی کے عہدِ حکومت مین جب وہ مختلف مقامات پر جاتا رہا، ترتیب دیتا رہا، (برٹش میوزیم)

۱۷- **منتخب التواریخ** مؤلفہ جگجیون داس ولد منوہر داس، اسکا مصنف عالمگیر کے عہدِ حکومت مین ۱۱۰۵ھ سے اس کا مواد فراہم کرتا رہا، لیکن ترتیب کا موقع نہین ملا، یہانتک کہ ۱۱۲۰ھ مین اس کو مرتب کیا، (برٹش میوزیم)

۱۸- **لب التواریخ ہند**، مولفہ راے بندرا بن پسر راے بہار مل، اسمین ہندوستان کے مسلمان فرمانروا شہاب الدین غوری (۵۸۷ھ) کے عہد سے عالمگیر کے ۳۳ ویں سال حکومت ۱۱۰۱ھ تک کے حالات ہین، عالمگیر کے عہد مین تالیف ہوئی اور اس کا ایک نسخہ اسی عہد یعنی عالمگیر کے ۴۲ ویں سال حکومت ۱۱۱۰ھ ۱۶۹۸ کا لکھا ہوا، انڈیا آفس مین موجود ہے،

اس کتاب کی نمایان خصوصیت یہ ہے کہ اس ہندو مصنف نے اپنی یہ تالیف خود عالمگیر کے نام معنون کی ہے،

۱۹- **خلاصۃ التواریخ**، مولفہ سنجان راے (بعض نسخون مین سبحان راے اور بعض مین سوجن راے) یہ بھی ہندوستان کی عام تاریخ ہے، اور عالمگیر کے عہد کے چالیس سال یعنی ۱۱۰۷ھ ۱۶۹۵ تک کے حالات پر ختم ہوئی ہے، اور اسی سال یعنی ۱۱۰۷ھ ۱۶۹۵ مین اختتام کو پہنچی، اور عالمگیر کی خوش قسمتی ہے کہ اس ہندو مصنف نے بھی اپنی یہ تاریخی تالیف عالمگیر کے نام معنون کی ہے، اسکا ایک نسخہ کتب خانہ دار المصنفین مین بھی موجود ہے، اور اسمین مصنف کا نام سنجان راے متوطن بٹالہ (یا پٹیالہ) ہے،

لیکن تاریخی حیثیت سے عہدِ عالمگیری کی ان تصنیفات سے زیادہ، اس عہد کے مجموعۂ مکاتیب و فرامین واحکام کو اہمیت حاصل ہے، یہ خطوط واحکام حسب ضرورت صادر ہوئے، اور روزانہ جو حوادث پیش آئے، اور حوادث کے مختلف پہلوون مین جو حکمت عملی اختیار کی گئی اور جو سیاست برتی گئی، یہ خطوط وفرامین انکا صحیح ترین مرقع ہین، یہ اس عہد کے پوشیدہ سے پوشیدہ رسل و رسائل کی وہ کڑیان ہین، جنھین دورِ حاضر کی حکومتین بھی انتہا اخفا مین رکھتی ہین اس لیے عالمگیری عہد کی تاریخ کا حقیقی آئینہ یہی بن سکتی ہین، کیونکہ یہ خطوط

دفر مین جب صادر ہوئے تھے، اسوقت نہ ان کی اشاعت کا خیال تھا، اور نہ انجین حوادث عالمگیری کے حق و باطل مین فیصلہ کا قرار دینے کا تخیل تھا،

لیکن عہد عالمگیری کے چند سال گذرنے کے بعد جب لوگون کو ان مکاتیب و فرامین کی ترتیب کا خیال پیدا ہوا تو عالمگیر نے اسین کوئی مزاحمت نہین کی، اور اسی عہد مین اس قسم کے مختلف مجموعے تیار ہوگئے، اور ان خطوط مین صرف عالمگیر کے مکاتیب نہین ہین بلکہ اس عہد کی تاریخ کی اہم شخصیتون شاہجہان، برادران عالمگیر، شاہزادگان عالمگیر، سیواجی، جے سنگھ، اور مختلف سربرآوردہ عمال حکومت کے خطوط جمع کئے گئے،

اور اسی طرح لوگون نے عالمگیر کے سرکاری کاغذات کو استعمال کیا، اور اُن سے فرامین و احکام کے مختلف مجموعے تیار کرلئے، لیکن عالمگیر نے ان سرکاری کاغذات سے جمع و ترتیب کرنے مین منع نہین کیا،

اور خود عالمگیر نے بھی اپنے سرکاری کاغذات کا مکمل و منظم دفتر قائم رکھا، جو اس عہد کی تاریخ مین نہایت اہمیت رکھتے تھے، چنانچہ اسوقت بھی انڈیا آفس مین عالمگیری عہد کے سرکاری کاغذات کا ریکارڈ موسومہ "اخبارات دربار معلی" موجود ہے، جس مین عالمگیر کے ۲۲ وین سال حکومت تک کے جستہ جستہ کاغذات ہین، لیکن ۲۲ وین سال حکومت سے عہد آخر تک کی مکمل کڑیان موجود ہین،

اور اسی طرح عہد عالمگیری کے مکاتیب و فرامین کے بکثرت مجموعے مختلف مقامات پر آج بھی پائے جاتے ہین، جنکے حوالے سر جدوناتھ سرکار اور ہمارے دوست سید نجیب اشرف صاحب ندوی ایم اے نے اپنی اپنی تالیف مین مفصل درج کئے ہین، ان مجموعون کو نہ صرف مسلمان اہل قلم نے جمع کیا ہے، بلکہ ان مین ہندو مرتبین بھی شامل ہین،

اس لئے عالمگیر پر یہ الزام لگانا کہ اس نے تاریخ نویسی کو قانوناً جرم قرار دے دیا تھا، عالمگیر پر ظلم ہونے کے بجائے خود اپنی تاریخ دانی پر کس قدر صریح ظلم ہے،

اسلامی دنیا کے اخبار و رسائل

از

جناب محمد یعقوب صاحب بی، اے، لکھنؤ،

۳- ہندوستان،

ہندوستان مین مطبع فرنگیون کی بنگال مین حکومت مستحکم ہونے کے بعد جاری ہو، لیکن اس پر بھی غدر کے زمانہ مین صرف ۱۹ اینگلو انڈین اور ۲۵ ہندوستانی اخبار نکلتے تھے، موجودہ حالت مین ہندوستان مین اخباری دنیا کے لحاظ سے بہت ترقی ہوئی، اس کے متعلق صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ (۲۰۰) سے زیادہ اخبار اور (۲۵۰) سے زیادہ میگزین نکلتے ہین جنمین مسلمانون کی حالت دوسرے درجہ کی ہے، اور کل تعداد (۲۲۵) سے کچھ زیادہ ہے، جیسا کہ ذیل کا نقشہ بتا رہا ہے،

ہندوستان کے اسلامی اخبار و رسائل

۱- مدراس و حیدرآباد

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	آزاد ہند	اردو	ٹریلیکین
۲	دار الاسلام	تامل	مدراس
۳	گنا سیربان	تامل	وجاپورم
۴	حکیم اور وطن	انگریزی	مدراس

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۵	جیتھایتھ	ملایلم	کالی کٹ
۶	اسلام دوتان	ملایلم	کیام کلم
۷	کریلا چندرکا	انگریزی اور ملایلم	ٹراونکور
۸	ملابار اسلام	انگریزی اور ملایلم	ریاست کوچین
۹	مخبر دکن	اردو	مدراس
۱۰	منیر الاسلام	ملایلم	کیام کلم
۱۱	مسلم اخیام	ملایلم	ٹراونکور
۱۲	مسلم ساہکاری	ملایلم	کالی کٹ
۱۳	نیلگری ٹائمز	انگریزی	اُوٹکمنڈ
۱۴	قاسم الاخبار	اردو تامل اور انگریزی	مدراس
۱۵	قومی رپورٹ	اردو	مدراس
۱۶	رہبر دکن	〃	حیدرآباد
۱۷	رسالہ المعارج	〃	افضل گنج
۱۸	رسالہ اتالیق	〃	حیدرآباد
۱۹	رسالہ محبوب النظیر	〃	حیدرآباد
۲۰	رسالہ نونہال	〃	〃
۲۱	رسالہ واعظ	〃	〃
۲۲	رسالہ النساء	〃	〃

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۲۳	صحیفہ	اردو	حیدرآباد
۲۴	سیف الاسلام	تامل	مدراس
۲۵	شمس الاسلام	ملایلم	کارنگاپلی
۲۶	رسالہ اردو	اردو	اورنگ آباد (دکن)

۲- بمبئی

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	آفتاب الاسلام	گجراتی	راجکوٹ پارا
۲	اخبار	گجراتی	بمبئی
۳	اخبار الاسلام	〃	〃
۴	العزیز	〃	جودیا
۵	الحقیقت	〃	لرکانا
۶	الحق	انگریزی اور سندھی	سکھر
۷	الاسلام اور مومن مترا	گجراتی	بمبئی
۸	الاکمال	گجراتی	بمبئی
۹	الاختیفا (؟)	انگریزی اور سندھی	لاڑکانہ
۱۰	الوحید	انگریزی اور سندھی	کراچی
۱۱	بیگ مومن	گجراتی اور اردو	امریلی
۱۲	بھائی نیوز	انگریزی اور فارسی	کراچی
۱۳	بہار مجلس	گجراتی	بمبئی

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱۴	فیض عام	گجراتی	احمد آباد
۱۵	گلزار سخن	اردو	پونا صدر
۱۶	انصاف	گجراتی	بمبئی
۱۷	عرفان	اردو	〃
۱۸	اشاعت الاسلام	گجراتی	〃
۱۹	اسماعیلی	انگریزی اور گجراتی	〃
۲۰	کاٹھیاوار	گجراتی	اپلیٹا
۲۱	خلافت	گجراتی	بمبئی
۲۲	خلافت بلیٹن	انگریزی	〃
۲۳	منہار	گجراتی	〃
۲۴	میمن مترا	〃	〃
۲۵	میمن سماچار	〃	کراچی
۲۶	مرچنٹ اڈورٹائزر	〃	بمبئی
۲۷	محب	〃	لمبدی
۲۸	مسلم ہرلڈ	اردو	بمبئی
۲۹	پولیٹکل ریویو	انگریزی اور گجراتی	احمد آباد
۳۰	راہ نجات	گجراتی	بھاونگر
۳۱	روزنامہ خلافت	اردو	بمبئی

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۳۲	ست پنت پرکاش	گجراتی	احمد آباد
۳۳	سندھ زمیندار	انگریزی اور سندھی	سکر
۳۴	سلطان الاخبار	اردو	بمبئی
۳۵	تامل	سندھی	حیدرآباد
۳۶	توحید	سندھی اور عربی	کراچی
۳۷	وفادار	انگریزی و گجراتی اور اردو	نوساری (ڈویل)

۳- ممالک متحدہ

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	آگرہ اخبار	اردو	آگرہ
۲	البشیر	〃	اٹاوہ
۳	البرید	〃	کانپور
۴	علی گڑہ گزٹ	〃	علی گڑہ
۵	الامداد	〃	مظفر نگر
۶	الخلیل	〃	بجنور
۷	الہ آباد ایڈورٹائزر	انگریزی	الہ آباد
۸	اسٹار	انگریزی	〃
۹	الناظر	اردو	لکھنؤ
۱۰	دبدبۂ سکندری	〃	ریاست رام پور
۱۱	دربار	〃	آگرہ

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱۲	دلچسپ اخبار	اردو	فتح پور
۱۳	حق	"	لکھنؤ
۱۴	حقیقت	"	"
۱۵	ہمدم	"	"
۱۶	استقلال	"	کان پور
۱۷	انصاف	"	"
۱۸	سچ	"	لکھنؤ
۱۹	ہمت	"	"
۲۰	انڈین ورلڈ	انگریزی	کان پور
۲۱	انقلاب	اردو	لکھنؤ
۲۲	اقدام	"	مرادآباد
۲۳	اتحاد	"	امروہہ
۲۴	جادو	"	جون پور
۲۵	منصور	"	بجنور
۲۶	مشاہیر	"	بدایون
۲۷	مشرق	"	گورکھپور
۲۸	مکہ مدینہ	"	مرادآباد
۲۹	مدینہ	"	بجنور

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۳۰	ملت	اردو	میرٹھ (دہلی؟)
۳۱	معارف	اردو	اعظم گڈھ
۳۲	مخبر عالم	"	مرادآباد
۳۳	نیر اعظم	"	"
۳۴	نجات	"	بجنور
۳۵	نقیب	"	بدایون
۳۶	نوید	"	بلند شہر
۳۷	نظام عالم	"	کان پور
۳۸	اودھ پنچ	"	لکھنؤ
۳۹	پیغام	"	فیض آباد
۴۰	پردہ نشین	"	آگرہ
۴۱	رہنما	"	مرادآباد
۴۲	رہیل کھنڈ گزٹ	"	بریلی
۴۳	روزانہ اخبار	"	"
۴۴	سیارہ	"	لکھنؤ
۴۵	شیعہ کالج نیوز	"	"
۴۶	سررشتۂ روزگار	"	آگرہ
۴۷	تبلیغ	"	"

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۴۸	ظریف	اردو	سہارنپور
۴۹	ذوالقرنین	اردو	بدایون
۵۰	مبصر	〃	لکھنؤ
۵۱	نگار	〃	〃
۵۲	النجم	〃	〃
۵۳	صحیفۂ وارث	〃	دیوہ (بارہ بنکی)

۴۔ صوبہ متوسط اور برار

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	ادیب	اردو	ناگپور
۲	البرہان	اردو	برہان پور
۳	گلزار حکیمی	گجراتی	خاماگاؤں
۴	سیمی ساہا	اردو اور گجراتی	نرسنگھ پور
۵	تاج	اردو	جبل پور

۵۔ بہار اور اڑیسہ

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	اصلاح	اردو	رگھناتھ پور
۲	المبشر	اردو	پٹنہ
۳	اتحاد	〃	〃
۴	بہارستان	〃	〃
۵	ندیم	〃	گیا

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۶	الجامعہ	اردو	مونگیر
۷	اقدام	〃	پٹنہ

۶۔ بنگال

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	الہلال	اردو	کلکتہ
۲	اہل حدیث	بنگالی	〃
۳	البلاغ	اردو	〃
۴	پیغام	〃	〃
۵	الجامعہ	عربی	〃
۶	ہند	اردو	〃
۷	الکمال	اردو	〃
۸	الرفیق	اردو	〃
۹	بہادر	بنگالی	〃
۱۰	بن گیا مسلم سہیتہ پترکلے	〃	〃
۱۱	بنگال پریسیڈنسی گزٹ	انگریزی اور بنگالی	ناتور
۱۲	دھمکیتو	بنگالی	کلکتہ
۱۳	ہنٹر بھیگٹار	اردو	〃
۱۴	انقلاب زمانہ	اردو	〃
۱۵	اسلام درشن	بنگالی	〃

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱۶	جادو	اردو	ڈھاکہ
۱۷	حور	اردو	کلکتہ
۱۸	محمدی	بنگالی	〃
۱۹	سلمان	انگریزی	〃
۲۰	نوخالی ہتاشی	بنگالی	قصبہ نوخالی
۲۱	نوخالی سیلانی	بنگالی	قصبہ نوخالی
۲۲	پیس	انگریزی	ڈھاکہ
۲۳	رتناکر	بنگالی	قصبہ آسنسول
۲۴	رعیت بندھو	بنگالی	کلکتہ
۲۵	سنار بھارت	بنگالی اور انگریزی	〃
۲۶	سلطان	بنگالی	〃
۲۷	چوپنچ	اردو	〃
۲۸	آفتاب	اردو	〃
۲۹	ہند جدید	کلکتہ	〃

۷۔ پنجاب

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	روزنامہ زمیندار	اردو	لاہور
۲	اہلحدیث	اردو	امرتسر
۳	روزنامہ انقلاب	اردو	لاہور

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۴	روزنامہ سیاست	اردو	لاہور
۵	اختر	〃	لاہور
۶	الواعظ	〃	پٹیالہ
۷	البرہان	〃	لاہور
۸	البشریٰ	انگریزی	قادیان
۹	الفلاح	اردو	جلندھر
۱۰	الفقیہ	اردو	امرتسر
۱۱	الفضل	〃	قادیان
۱۲	الحکم	〃	قادیان
۱۳	الحکیم	〃	لاہور
۱۴	الاسلام	〃	لاہور
۱۵	الکمال	〃	لاہور
۱۶	المعالج	〃	امرتسر
۱۷	المنیر	〃	لاہور
۱۸	انگورہ	〃	امرتسر
۱۹	انوار الصفا	〃	امرتسر
۲۰	ڈاکٹر	〃	لاہور
۲۱	درنجف	〃	سیالکوٹ

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۲۲	فاروق	اردو	قادیان
۲۳	ہمدرد	،،	لاہور
۲۴	ہزار داستان	،،	،،
۲۵	ہمایون	،،	،،
۲۶	حریت	،،	،،
۲۷	انڈین آرچیٹکٹ	،،	،،
۲۸	انڈین سٹیٹس اینڈ کیسنر	انگریزی	،،
۲۹	انتخاب لاجواب	اردو	،،
۳۰	انقلاب	،،	،،
۳۱	اشاعت اسلام	،،	،،
۳۲	اشاعت القرآن	،،	،،
۳۳	اصلاح	،،	لدھیانہ
۳۴	اسلامک ورلڈ	انگریزی	لاہور
۳۵	اسماعیلی صداقت	اردو	راولپنڈی
۳۶	استقلال	،،	پانی پت
۳۷	اتحاد اسلام	،،	امرتسر
۳۸	کانگریس نیشنل میگزین	،،	لاہور
۳۹	کشمیری	،،	لاہور

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۴۰	منظر	اردو	لاہور
۴۱	مشیرالاطبار	،،	،،
۴۲	مسٹر گزٹ	،،	،،
۴۳	محبت	،،	،،
۴۴	مسلمان	،،	سودھارا
۴۵/۱	مسلم آؤٹ لک	انگریزی،	لاہور
۴۵/۲	مسلم راجپوت	اردو	امرتسر
۴۶	مزارع	،،	جالندھر
۴۷	نقشبند	،،	سیالکوٹ
۴۸	نور	،،	قادیان
۴۹	نیرنگ خیال	،،	لاہور
۵۰	نصرت	،،	،،
۵۱	پیسہ اخبار	،،	،،
۵۲	پیام محبت	،،	،،
۵۳	پھول	،،	،،
۵۴	پولیٹیکل رہنما	،،	،،
۵۵	پولیٹکل رہنما	،،	امرت سر
۵۶	پنجابی خیالات	،،	بٹالہ

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۵۷	رفیق صادق	اُردو	بٹالہ
۵۸	رفیق تعلیم	اُردو	لاہور
۵۹	رہنمائے صحت	"	لاہور
۶۰	ریلوے یونین	"	"
۶۱	ریاض ہند	"	امرتسر
۶۲	رسالہ انجمن حمایت اسلام	"	لاہور
۶۳	رسالہ ستلج	"	لدھیانہ
۶۴	رسالہ شیخ قانون گو	"	لیالپور
۶۵	سنت	"	لاہور
۶۶	شباب اردو	"	لاہور
۶۷	سلک مروارید	"	بٹالہ
۶۸	سیاست	"	لاہور
۶۹	صوفی	"	پنڈی بہاؤالدین
۷۰	طبیب	"	لاہور
۷۱	تبلیغ	"	لاہور
۷۲	تعبیر الطالع	"	شاہدرہ
۷۳	تفریح	"	لاہور
۷۴	رسالہ عالمگیر	"	"

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۷۵	تاریخ	اُردو	لاہور
۷۶	تہذیب النسوان	اردو	لاہور
۷۷	توحید	"	امرتسر
۷۸	استانی	"	بٹالہ
۷۹	وطن	"	لاہور
۸۰	وکیل	"	امرتسر
۸۳	ادبی دنیا	"	لاہور

۸ - برہما

نمبر شمار	اخبار کا نام	زبان	مقام اشاعت
۱	ارکان نیوز	انگریزی	اکیاب
۲	شیر	اردو	رنگون

ہندوستان کے بعض مسلمان اخبارات بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں جو انگریزی میں طبع ہوتے ہیں، ریویو آف ریلیجن، (قادیان) مسلم آؤٹ لک، (لاہور) مسلم کرانیکل (مدراس) ٹیپ (ڈھاکہ) قابل ذکر ہیں، کلکتہ کا انگریزی رسالہ مسلم ریویو اور حیدرآباد کا انگریزی رسالہ اسلامک کلچر بہترین علمی اسلامی رسالے ہیں، جنھوں نے اسلامی علوم و فنون و تمدن کی خوبیوں کو ہر طرح آشکارا کیا ہے، اور اخبار الجامعہ اور حبل المتین کلکتہ بھی جو عربی اور فارسی میں نکلتے تھے عالم اسلامی میں بین الاقوامی شہرت رکھتے تھے، دی لائٹ (لاہور) اور اسلامک ورلڈ (لاہور) مسلم مشن کے اخبارات ہیں،

۴ - افغانستان،

مسلمانوں کا پہلا علمی اخبار افغانستان میں ۱۹۰۶ء میں جاری ہوا امیر امان اللہ خان کے دور حکومت میں کئی ہونہار اخبارات نکلے لیکن گردش زمانہ نے ان کو سنبھلنے نہ دیا، امان افغان (۱۹۱۹ء) کابل سے اتحاد

مشرق (۱۹۲۰ء) جلال آباد سے شائع ہوئے، لیکن ابھی تک کوئی نمایان ترقی اس باب مین نہین ہوئی، شاہ نادر کے دور مین ۱۹۳۰ء مین ایک اخبار الاصلاح فارسی مین نکلنا شروع ہوا ہے، ہرات، کابل اور جلال آباد سے علاوہ ان اخبارون کے ایک ایک اخبار اور نکلتا ہے لیکن زیادہ تر یہ سب فارسی مین شائع ہوتے ہین،

۵- جاپان و لنکا،

ہندوستانی مسلمانون نے ٹوکیو مین سب سے اول پہلا اسلامی اخبار ۱۵ اپریل ۱۹۱۰ء مین شائع کیا تھا لیکن زیادہ عرصہ تک نہ چلا، مسلمانون کی حالت جاپان مین زیادہ اچھی نہین ہے، صرف چند طالب العلم ٹوکیو مین اور کچھ سوداگر یاکوہاما اور کوبی مین اقامت گزین ہین،

لنکا سے صرف کریسنٹ کی اشاعت ہوتی ہے،

۶- مجمع الجزائر مشرق ہند

اگرچہ مسلمانون کی تعداد ان جزائر مین بہت زیادہ ہے لیکن پڑھے لکھے اشخاص کی بے حد کمی ہے، مسلمانون کی کئی علمی مجلسین بھی ہین، جنمین شرکت اسلام و محمدی اور بدو اتمو بہت با اثر ہین، ان مین سے چند اہم مقامات ہین، سورابیا، اور بٹاویا خاص اخبارون کے مرکز ہین، اور اسلامی اخبارات حسب ذیل تعداد مین ان مختلف جزیرون سے نکلتے ہین

نام جزیرہ	تعداد	نام جزیرہ	تعداد
جاوا	۸	جاوا کے قریب کے جزائر	۲۶
سوماترا اور اس پاس کے جزیرے	۱۰		

مسلمانون کے پانچ مذہبی رسائل اور تین عربی رسالے بھی شائع ہوتے ہین جنمین لائٹ آف سماترا، ینگ جاوا، ینگ سوماترا، لائٹ آف انڈیا، لائٹ آف مناہسا، لائٹ آف اسلام، ریویو آف اسلام، اگری منٹ اور وِنس اگری منٹ، اور دی ایریا آف اسلام بہت مشہور ہین، گو کہ تجارت کی حالت ان دنون بہت خراب ہے لیکن اس پر بھی ان اخبارات کا وہان پر ہونا یہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام ان لوگون مین زندہ ہے اور اس کی مجری

حالت مین وہ تبلیغ کا کام کر رہے ہین مشہور شہر جن سے اخبار نکلتے ہین وہ مع تعداد اخبار حسب ذیل ہین،

نام شہر	تعداد	نام شہر	تعداد
ولٹیورڈن	۱۲	سولو	۷
بٹیویا	۱۲	بنڈنگ	۵
سیمارنگ	۱۰	سوریبرا	۵
پیڈانگ	۱۰	مدان	۵
جوکیترا	۹		

اور باقی اخبارات ادھر اودھر چھوٹے چھوٹے مقامات سے نکلتے ہین، بہت سے اخبارات عہد سلف کے اسلام کو زندہ کرنے کے خواہشمند ہین، اور بہت زیادہ تعداد ان اخبارات کی بھی ہے، جو ترکی کے حامی ہین، پردہ اٹھانے کی خواہش اور یورپ کے مقابلہ کرنے کی امنگ ان کے دلون مین بھری ہوئی ہے، "تاج اسلام،، زیادہ تر مسلم اتحاد اور مسلمانون کی ترقی کا حامی ہے، اسمین مسلم کتابون، مسلم دکانون اور مسلم کارخانون ہی کے اشتہار چھپتے ہین، مضمون بیشتر رسول کریم کی پیدائش، خلفائے راشدین کے اخلاق و عادات اور انصار کی مہمان نوازی وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہوتے ہین، آجکل مسلم اخبارون کی مجموعی تعداد جو ان جزائر مین شائع ہوتی ہے (۱۰۰) سے کچھ اوپر ہے،

۷- فارس

فارس مین ۱۸۵۱ء سے قبل کوئی مطبع نہ تھا، ۱۹۰۶ء مین دستور سلطنت کے بننے پر صرف تین یا چار اخبار نکلتے تھے، اور ان کی بھی کوئی زیادہ اہم حیثیت نہ تھی، فارسی زبان مین مشہور اخبارات زیادہ تر فارس کے باہر سے نکلے، قسطنطنیہ، قاہرہ، لندن اور کلکتہ سے ان کی اشاعت ہوئی، کلکتہ سے حبل المتین ۱۸۹۳ء مین نکلا، ثریا، قاہرہ سے ۱۸۹۸ء مین پہلی مرتبہ جاری ہوا، اور بعدہٗ اس کی جگہ پرورش نے لی، لیکن انقلاب کے بعد صور اسرافیل، نسیم شمال، اور مساوات نے ترقی پکڑی، اس عرصہ مین سیکڑون کی تعداد مین چھوٹے چھوٹے اخبارات نکلے اور بند

وبرباد ہو گئے، جنکی تعداد کم ازکم ۲۰۵ تھی، نومبر ۱۹۱۵ء سے ۴۰ اخبار اور میگزین نکلے جو حسب ذیل مقام پر شائع ہو
طہران (۱۰) شیراز (۷) تبریز (۴) رشت (۴) اصفہان (۳) مشہد (۳) کرمان (۲) کرمانشاہ
(۲) کوہی (۲) بوشہر (۱) مشہور ادبی رسائل، آرمغان، بہار، فروغِ تربیت، دانش، ممات وحیات، فردوکی
دراہر انشہر میں، آخری رسالہ برلن سے نکلتا ہے، اور وہاں کے مشہور اخبارات کے نام یہ ہیں، ایران، اتحاد
بامداد، روشن، جہانی، اور جہان بین ہیں، آخری اخبار نسوانی ترقی کا حامی ہے،

فارس کے اخبارات اسلامی اتحاد اور قومی ترقی کے حامی ہیں، اور انھین کی تبلیغ کرتے ہیں،

۸- افریقہ

کوہ اٹلس کے ممالک ترکی سے بھی زیادہ سست تھے، تونس مین پہلا اخبار ۱۸۶۰ء مین نکلا اور بعدہٗ اس شعبے
مین ترقی ہوئی، البستانی اور المعیار یہودی اور عربی اخبار ہین، الزہرا ہی صرف اکیلا روزنامہ ہے جو سنلدآئی سے
عبد الرحمن کے زیر ادارت نکلتا ہے، لیکن جوانون مین اب ترقی کی لہر دوڑ گئی ہے، اور ترکی سے برابر خط وکتابت جاری
رہتی ہے، تونس مین ایک نوجوانون کی جماعت کا الگ اخبار نکلتا ہے جس کا نام التونس ہے، اس کا فرانسیسی زبان
مین بھی ترجمہ ہوتا ہے، حیدری، اللواء، الضحاک، مرشد الائمہ، اور الثواب دوسرے اخبارون کی اشاعت بھی جاری ہے،

طرابلس مین صرف ایک یا دو اخبار نکلتے ہین لیکن یہ بھی گورنمنٹ کے ہین،

الجزائر کی ترقی بھی خاصی ہے، روزنامہ اخبار الجزائر، اوران، اور تلمسن سے نکلتے ہین، لیکن ۱۹۲۴ء سے
پہلے اخبارون کی حالت بہت خراب تھی، ۱۸۸۹ء مین تنجیر سے پہلا اخبار نکلا، عربی کا پہلا اخبار جو فض سے نکلا، وہ ۱۹۲۲ء
مین تھا، اس کی ضخامت صرف چار صفحون کی تھی اور اخبار المغرب سے موسوم تھا، سہاولی سے ۱۹۲۳ء مین پہلا اخبار
نکلا جس کا نام جنبو تھا، لیکن اسکی اشاعت (۵۵۰۰) تھی،

جنوبی افریقہ مین صرف مسلمانون کے دو اخبار ہین جو گجراتی اور انگریزی زبانون مین نکلتے ہین، جنوبی اور
شرقی افریقہ مین انکی کافی اشاعت ہوتی ہے، اس کا نام دی انڈین ویوز ہے، مداگاسکر مین مسلمانون کا ایک بھی

اخبار نہین ہے، جزیرہ ماریشس سے مسلمان صرف ایک اخبار فرانسیسی زبان مین نکالتے ہین،

۹- چین

یورپ مین چھاپہ کی ایجاد سے پہلے اہل چین کو اخبار نکالنے کا شوق تھا لیکن مسلمانون کا کوئی اخبار نہین
نکلتا تھا، ۱۹۱۷ء مین کل چار اخبار اور میگزین مسلمانون کے ہاتھ مین تھے، "اسلامک ریویو" یانان فو (مغربی چین)
سے ایک نہایت عمدہ پرچہ نکلتا ہے، مضامین زیادہ تر اسلامی اتحاد اور مسلمانون کی قومی بیداری پر ہوتے ہین، جنھین
بہت پرجوش الفاظ مین انکی صداقت کی تبلیغ کیجاتی ہے، مسلم بین الاقوامی تحریک کا پرچہ لائٹ آف اسلام شنگھائی سے شائع
ہوتا ہے جو صرف مذہبی تحریکون کا بانی ومبانی ہے اور مسلم لیڈرون کی تصویرین وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہتا ہے،

۱۰- روس

روس مین نجا چیتاری قازان، باکو، اورنبرگ اور لینن گراڈ اخبارون کے خاص مرکز ہین، قازان مین سیکڑون
اخبارون کی اشاعت ہر سال ہوتی ہے اور ۷۰۰۰۰۰ مسلمانون کا روحانی، مذہبی، سیاسی اور معاشی مرکز ہے، اوفا ایک
مسلمانون کی مذہبی جماعت کا مرکز ہے اور ارن برگ، تفلس، اور ٹرانسک اس حیثیت سے قابل ذکر ہین،
"ملت" مسلمانون کا پہلا اخبار تھا جو اسمٰعیل بیگ غسپرنسکی کے زیر ادارت شائع ہوا، مسلمانون کو اخبار بینی
سے کافی دلچسپی ہوتی جارہی ہے، اور اشاعت بہت زیادہ بڑھ رہی ہے،

کریمیا کا اخبار "ترجمان" جس کی طباعت ۵۰۰۰ ہے بہت مشہور و معروف ہے، یہ ۱۸۷۹ء مین پہلی مرتبہ جاری
ہوا، دوسرا روسی اخبار "میر اسلاما" بہت زورون مین ترقی کر رہا ہے، اس مین توحید، رسول کریم کے فضائل اور
...ات کے متعلق مضمون شائع ہوا کرتے ہین،

کوہ قاف مین مسلمانون کا اخبار باکو سے نکلتا ہے،

۱۱- بلغاریہ

بلغاریہ مین اسلامی اخبار وارنا، راس گراڈ، رزنک، شملہ، صوفیہ، فلپوپلس، اور برگن سے نکلتے ہین جو زیادہ

ترکی زبان میں ہوتے ہیں، ورقابل ذکراجالی، ضیا، ترندشا، اور موازنہ ہیں،

۱۲- یورپ، امریکہ اور آسٹریلیا،

مسلم اخبارون نے مغربی تہذیب مین کافی اثر پیدا کیا ہے اور اسلامک ریویو (احمدیہ) پہلی مرتبہ انگلستان مین شائع ہوا، برلن مین مسلمانون کا دوسرا اخبار الیواتین زبانون مین شائع ہوتا ہے، زیادہ تر بالشوک تحریک اور وسط ایشیا کی مسلم ریاستون کے سیاسی مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہے، ۱۹۲۴ء سے مسلم ریویو دوسرا پرچہ بھی برلن مین بہت ترقی کر رہا ہے، فرانس مین تین مسلم اخبار شائع ہوتے ہین،

برازیل سے چار مسلم اخبار نکلتے ہین، ارجنٹائنا، برٹش گائنا اور ٹرنڈڈ سے ایک ایک اخبار شائع ہوتا ہے، باشندگان شام مقیم امریکہ کے پانچ اخبار ریاستہائے متحدہ مین چھپتے ہین، اور تین میگزین ہین جو صرف اسلام کے متعلق مضمون شائع کرتے ہین، الہدیٰ بہت مشہور ہے اور کافی خریدار رکھتا ہے، لوکب امریکہ ایک ترکی اخبار بھی سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے،

مسلم سن رائز پہلا اسلامی اخبار ہے جو ریاستہائے متحدہ سے شائع ہوا، یہ بھی احمدی جماعت کا اخبار ہے، اور اسلام، توحید، رسول کریمؐ کے خصائل کے متعلق کافی روشنی ڈالتا ہے، یہ محض مشن کا اخبار ہے اور امریکہ کے نومسلم لوگون کے نام چھاپتا ہے، دی اورینٹ ۱۹۲۵ء سے سید حسن کے زیر ادارت نیکاگوسے نکلتا ہے، وہ امریکن قوم مین کافی شہرت رکھتا ہے،

اور لعینہ اسی قسم کا ایک دوسرا اخبار مسلم سن شائن پرتھ (اسٹریلیا) سے نکلا کرتا تھا،

انکوزیشن اور اُسکی آتش فشانیان[۱]

یعنی

کلیسائے رُوما کے محکمۂ احتساب عقائد کی سرگذشت

از جناب محمد عزیز صاحب ایم اے ال ال بی علیگ رفیق دارالمصنفین

پیروان مسیح کا سب سے بڑا اعتراض اسلام پر یہ ہے کہ اُس نے اپنی تبلیغ و اشاعت کے لیے تلوار سے کام لیا اور غیر مسلمون کے سامنے قرآن اور تلوار کو بیک وقت پیش کر کے جبراً انھین اپنا حلقہ بگوش بنایا، اس دعوے کے ثبوت مین مسلمان امرا و سلاطین کے نام پیش کئے جاتے ہین اور ان کی فتوحات اور ملک گیریان تبلیغ اسلام کا ذریعہ قرار دیجاتی ہین، فضلائے یورپ کا معیار تحقیق نہایت بلند سہی لیکن اس ضلالت اندیشی کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے جو اسلام کے متعلق ہمیشہ انھون نے ظاہر کی اور جس پر باوجود اس فضل و کمال کے اب بھی انھین اصرار ہے؟ کسی مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے اصول و قوانین کا مطالعہ کیا جائے نہ کہ اس کے متبعین کے افعال و اعمال کا، کسی فرد یا جماعت کی کجروی سے مذہب کی تنقیص نہین ہو سکتی، تاریخ مذاہب کا یہی وہ اہم ترین نکتہ ہے جسے نظر انداز کرنے سے طرح طرح کی غلط فہمیان پیدا ہو جاتی ہین، بہرحال مسیح کے وہ نام لیوا جنھون نے اسلام کے جور و تعدی کی داستانین تصنیف کر کے تمام دنیا مین پھیلائین، دیکھنا چاہئے کہ خود ان کا طرز عمل اپنے مذہب کے بارہ مین کیا تھا اور محبت کے زبانی دعوون کے ساتھ اُن کی آتش فشانیان کس درجہ قیامت خیز اور ہلاکت آفرین تھین، مسیحیت

---

[۱] اس مضمون مین حسب ذیل کتابون سے مدد لی گئی ہے:- (۱) گبن، تاریخ روما (۲) ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ جلد ۰۰۰۰۰ و ۱ (۳) انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۴ (۴) تاریخ یہود از ایڈمس (۵) مورس ان اسپین از لین پول،

دنیا کے لیے ایک رحمت بن کر آئی تھی اور اس مین شبہ نہین کہ ابتدائی تین صدیون مین اس نے صلح و امن اور رافت و رحمت ہی کی مثالین پیش کین، لیکن یہ وہ زمانہ تھا جب اسے کسی طرح کی قوت حاصل نہ تھی، اور رومہ کی بت پرست سلطنت کا استبداد اسے سر اٹھانے کا موقع نہ دیتا تھا، چوتھی صدی کی ابتدا مین جب قسطنطین شہنشاہ رومہ نے دین عیسوی کو قبول کیا اور اس کے اثر سے بیشتر ارکین سلطنت بھی اس دین کے حلقہ بگوش بن گئے، اس وقت سے مسیحیت نے ایک دوسرا قالب بدلا اور جو تلوار اس کے ہاتھ مین آئی تھی اس کو بے دریغ چلانا شروع کیا، بے دینون اور غیر مذہب والون کیساتھ جو مظالم روا رکھے گئے، اُن کی داستان نہایت، درد انگیز ہے لیکن یہ اس کا موقع نہین، اس مضمون مین صرف انکوزیشن یعنی محکمۂ احتساب عقائد کی مختصر تاریخ بیان کرنی ہے، اور یہ دکھانا ہے کہ کلیسائے رومہ نے بیگانون کے ساتھ تو جو کیا وہ کیا خود اپنون کے ساتھ اس کا برتاؤ محض اختلاف عقائد کی بنا پر کس قدر جانگداز اور روح فرسا تھا اور کیونکر لاکھون بندگان خدا محض اس جرم مین زندہ جلا دیئے گئے، کہ انھون نے بعض مسائل مین کلیسائے رومہ سے اختلاف کرنے کی جرأت کی اور اپنی ہدایت کے لیے پاپائے رومہ کے فرمان کی بجائے کتاب مقدس اور ارشاد مسیح کو کافی سمجھا، تاریخ تعدی کے صفحات مین ہولناکیون اور خون فشانیون کی متعدد مثالین ملینگی جن کے تخیل سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین، لیکن یہ تمام مثالین انفرادی حیثیت رکھتی ہین اور ان کے مرتکب اشخاص و افراد تھے، یہ امتیاز صرف انکوزیشن کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس نے جو کچھ کیا وہ کسی بادشاہ یا امیر کے جوش مذہب کا نتیجہ نہ تھا بلکہ تمامتر اس نظام کے ماتحت تھا جسے کلیسائے رومہ نے اپنی قدوسیت کے استحکام کی غرض سے قائم کیا تھا، ایک اور خصوصیت جو اسے تمام دوسری تعدیون سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اس کی تمام کارگذاریان باضابطہ عدالتون کے ذریعہ عمل مین آئین اور اسطرح ظلم و ہلاکت کی انتہائی مثالون پر عدل و انصاف کی چادر ڈال کر ان کی ہولناکیون کو دوبالا کر دیا گیا،

انکوزیشن ([illegible]) اس محکمہ کا نام ہے جسے کلیسائے رومہ نے احتساب عقائد کی غرض سے قائم کیا تھا، اس کا فرض تھا کہ عیسائیون کے عقائد کی جانچ کرے اور ان مین سے جن کے عقائد کلیسا کے

متفقہ عقائد سے مختلف ہون اُن کو سزا دے، یہ صحیح ہے کہ اس محکمہ کا باضابطہ قیام تیرھوین صدی مین عمل مین آیا لیکن اصولی حیثیت سے اسکی ابتدا ظہور مسیحیت کے ساتھ ہی ساتھ ہوئی، چنانچہ ایمان نہ لانے والون کی سزا کا فتویٰ خود حضرت مسیح نے ان الفاظ مین صادر فرمایا تھا، "جو کوئی ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہے، نجات پائیگا، پر جو ایمان نہین لاتا اس پر سزا کا فتویٰ ہوگا" (مرقس - باب ۱۶ - آیت ۱۶) - اسی طرح پولوس نے جو پہلا خط تمطاؤس کو لکھا تھا اُس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عقائد کا اختلاف اس وقت بھی سزا کا مستوجب تھا، اور اسی بنا پر پولوس نے ہمناؤس اور سکندر کو ان کے "کفر" کی پاداش مین "شیطان کے حوالے کر دیا" - پولوس لکھتا ہے، "اے بیٹے تمطاؤس مین تجھے ان پیشین گوئیون کے موافق جو آگے تیری بابت کیگئین یہ حکم دیتا ہون کہ تو ان مین اچھی لڑائی لڑے اور ایمان اور نیک نیتی پر قائم رہے، جسے بعضون نے چھوڑ کے ایمان کی ناؤ توڑی، انھین مین سے ہمناؤس اور سکندر ہین جنھین مین نے شیطان کے حوالے کیا تاکہ تنبیہ پا کے کفر نہ بکین" توراۃ نے ارتداد و ارباب پرستی کی سزا قتل قرار دی تھی، اور اس باب مین اس درجہ تشدد برتا کہ مجرم کی گردن مارنے کے لیے سب سے پہلے اس کے اعزہ و احباب ہی کی تلوار کو منتخب کیا، "اگر تیرا بھائی جو تیری مان کا بیٹا ہے یا تیرا ہی بیٹا یا بیٹی یا تیری ہمکنار جورو یا تیرا دوست جو تجھے تیری جان کے برابر عزیز ہو تجھے پوشیدہ مین پھسلائے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرین جن سے تو اور تیرے باپ دادا واقف نہین تھے، .... تو تو اس سے موافق نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا، تو اس پر رحم کی نگاہ نہ رکھنا، تو اسکی رعایت نہ کرنا بلکہ تو اس کو ضرور قتل کرنا، اس کے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے اور بعد اس کے سب قوم کے ہاتھ" (استثنا. باب ۱۳ - آیت ۶ - ۱۰) اسی طرح استثنا کے سترہوین باب مین اس مرد یا عورت کو سنگسار کرنے کا حکم ہے جس نے معبود حقیقی کی پرستش چھوڑ کر سورج، چاند، ستارون کو اپنا معبود بنایا ہو، پولوس کے زمانہ مین اس قسم کے احکام کا صادر کرنا بالکل بے معنی تھا، اس لیے کہ مسیحیت اپنے ابتدائی دور مین زور و طاقت سے خالی تھی، اور احکام قتل کی تعمیل کے لیے اس کے ہاتھ مین کوئی قوت نہ تھا، البتہ کسی مجرم کو کلیسا سے خارج کر دینا یعنی اس کو برکات آسمانی اور مراحم خداوندی سے محروم کر دینا اس وقت

بھی اس کے اختیار مین تھا اور اس اختیار کو وہ آزادی سے استعمال کرتی تھی، پولوس کا ہمناؤس اور سکندر کو شیطان کے حوالے کر دینا اسی اختیار کی بنا پر تھا،

چوتھی صدی کی ابتدا تک جیسا کہ کہا جا چکا ہے، مسیحیت کو کسی قسم کی قوت حاصل نہ تھی اس لیے اس کے دورِ آغاز مین تشدد و تعدی کی تلاش بے سود ہے، اس دور کے تمام مشاہیر علمائے کلیسا نے مذہبی تعدی سے اپنی بیزاری کا اظہار کیا ہے، وہ خوب جانتے تھے کہ دین کو قبول عام صرف رفق و ملاطفت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے، وہ حضرت مسیحؑ کے زمانہ سے قریب تر تھے، اور دولت و حکومت کے نشہ سے ہنوز ناآشنا تھے، لیکن قسطنطین کے قبولِ مسیحیت کے بعد ہی حالت بالکل بدل گئی، اور عیسائیون کو اب تک جتنے مظالم بیدینون کے ہاتھون برداشت کرنا پڑے تھے ان کا پورا بدلا انھون نے لے لیا، قسطنطین نے ۳۱۳ء مین فرمان ملان نافذ کیا، اور تمام سلطنت مین رواداری کا اعلان کیا، لیکن عملاً غیر مسیحیون کے ساتھ تشدد و ظلم کا برتاؤ ہوتا تھا، سب سے پہلے یہود اس زد مین آئے، قسطنطین نے کوشش کی تھی کہ یہود دینِ عیسوی قبول کر لین، اس غرض سے اُسنے علمائے یہود و نصاریٰ کے درمیان مباحثے بھی کرائے لیکن نتیجہ کچھ نہ نکلا اور اسے قطعی مایوسی ہوئی، چنانچہ اسی مایوسی سے متاثر ہو کر اُس نے یہود کے خلاف نہایت سخت قوانین نافذ کئے، مثلاً اگر کوئی یہودی کسی عیسائی کی جان کو خطرے مین ڈالے تو وہ زندہ جلا دیا جائے، یہود اگر غیر مذہب والون کو اپنے حلقہ دین مین لائین تو ان کو شدید ترین سزائین دیجائین، کسی یہودی کو عیسائی غلام رکھنے کی اجازت نہ تھی، یہ سلوک تو ان کے ساتھ تھا جو عیسائی نہ تھے، لیکن اس سے زیادہ سختی کا برتاؤ ان لوگون کے ساتھ کیا جاتا تھا جو عیسائی تھے مگر عقائد مین کسی قدر اختلاف رکھتے تھے، ان کو سخت سے سخت سزائین دیجاتی تھین، محکمۂ احتساب عقائد ابھی اس نام سے قائم نہ ہوا تھا، لیکن ان تمام تعدیون مین وہی رُوح کارفرما تھی، قسطنطین نے فرقۂ دوناتسی (Donatism) کے لوگون کی جائدادین ضبط کر کے انھین جلاوطن کر دیا، یہ فرقہ مذہباً مسیحی تھا، لیکن بعض جزئیات مین شہنشاہ کے عقائد سے اختلاف رکھتا تھا، اسی طرح اریس (جو عیسائیون مین ایک مشہور فرقہ

کا بانی ہے) کو اُس نے کافر قرار دیا اور یہان تک حکم دیدیا کہ جس شخص کو اس کافر کی کوئی کتاب ملے وہ اُسے جلا ڈالے اور اگر نہ جلائے تو اس کی گردن ماردیجائے،

قسطنطین کے بعد اس کے جانشینون نے بھی اختلافِ عقائد کو جرم قرار دیکر تعزیری قوانین نافذ کئے، تھیوڈوسیس اول (Theodosius I) نے اس معاملہ مین نہایت تشدد برتا اور پندرہ سال کی مدت مین (۳۸۰ء تا ۳۹۵ء) سے پندرہ ۱۵ فرامین جاری کئے جنمین مخالف عقیدہ رکھنے والون کے لیے سخت سزائین قائم کین، مبتدعین (Heretics) نہ صرف کلیسا سے خارج کر دیئے گئے بلکہ بعض صورتون مین اُن کی جائدادین بھی ضبط کر لی گئین اور ان کو جلاوطن کر دیا گیا، اُن کے تمام گرجا اُن سے لے لئے گئے اور شہرون کے اندر اُن کے جلسے ممنوع قرار دیئے گئے، جن مکانون مین یہ جلسے ہوتے تھے وہ ضبط کر لیے جاتے تھے، ان کو وصیت کرنے کی اجازت نہ تھی اور نہ وہ وراثت کے مستحق سمجھے جاتے تھے، جو جائدادین اُن کو اپنے والدین سے ترکہ مین پہنچتی تھین وہ حکومت کے قبضہ مین آجاتی تھین، البتہ اگر وارث بچہ ہوتا اور وہ شہنشاہ کے مذہب کو قبول کر لیتا تو اس کو ترکہ دیدیا جاتا، غرض مبتدعین کے خلاف بکثرت ایسے ہی سخت قوانین جاری کئے گئے اور تھیوڈوسیس نے اُن کی بیخکنی مین پوری سرگرمی دکھائی، مزید تفصیل گبن کے صفحات سے معلوم ہو سکتی ہے، بعض فرقون کو اس نے موت کی سزائین بھی دین سب سے پہلے اسی نے محتسب عقائد (Inquisitors) مقرر کئے جن کا کام یہ تھا کہ لوگون کے عقائد کی جانچ کرین اور شہنشاہ کو اختلاف رکھنے والون کا پتہ دین، محتسب عقائد کے نام کا پتہ اوّل اوّل تھیوڈوسیس کے عہد مین ملتا ہے، لیکن خود احتسابِ عقائد کا عمل اس سے قبل ہی جاری تھا، قسطنطین نے بھی جو پہلا مسیحی شہنشاہ تھا اریس، اور دوسرے مبتدعین کے خلاف اسی قسم کی تفتیش جاری کی تھی،

لیکن باوجود اس کے کہ حکومت کی طرف سے اتنی سختی کا برتاؤ ہو رہا تھا خود کلیسا زیادہ تشدد کا طرفدار نہ تھا، اور علاوہ دو ایک کے اس کے اور تمام ذمہ دار اشخاص سزائے موت کے مخالف تھے، چنانچہ ۳۸۵ء مین جب اسپینی مبتدع پرسیلین (Priscillian) شہنشاہ میکسمس (Maximus) کے حکم سے قتل کیا گیا

تو کلیسا مین اس واقعہ پر سخت مباحثہ ہوا، اور سینٹ مارٹن، سینٹ ایمبروز، اور سینٹ لیو نے ان اسپینی اسقفون کی نہایت شدید ملامت کی جنکی تحریک سے قتل ہوا تھا، سینٹ اگسٹائن کے نزدیک بدعت کی سزا مین درے لگانا، جرمانہ کرنا، اور جلاوطن کر دینا کافی تھا اور سینٹ جان کرائسوسٹم (Chrysostom) کی رائے تھی کہ مبتدعین کی تقریرین اور ان کے جلسے ممنوع قرار دیئے جائین، قتل کی نسبت اس کا خیال تھا کہ یہ ایک ایسے جرم کو دنیا مین رواج دینا ہے، جس کا کوئی کفارہ نہین، چنانچہ کلیسا کی اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ چھٹی صدی سے لیکر نوین صدی تک مذہبی تعدی کی مثالین بہت کم ملتی ہین،

لیکن دسوین صدی مین فرقہ کیتھاری (Cathari) نے سر اٹھایا اور اس کا اثر فرانس اور گرد و پیش کے ممالک مین تیزی سے پھیلنے لگا، اس فرقہ کو ان ممالک مین زیادہ کامیابی ہوئی جہان تعلیم اور تہذیب و تمدن کیساتھ ارباب کلیسا کی حرص و طمع کے خلاف بیزاری روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی، یہ کیفیت جنوبی فرانس اور شمالی اٹلی مین بہت نمایان تھی، چنانچہ مجلس کلیسا نے ان کے خلاف جو فرمان نافذ کیا اسکی تعمیل محض اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ اس حصۂ ملک کے تقریباً تمام امراء (Barons) نے ان کی پشت پناہی کی، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی، لیکن ان کا یہ اثر اور زور تمام ملک مین نہ تھا، شاہ فرانس کلیسائے رومہ کا متبع تھا، اور کیتھاری کے عقائد کا سخت دشمن تھا، چنانچہ اس فرقہ کے تیرہ آدمی ۱۰۲۲ء مین اس کے حکم سے زندہ جلا دیے گئے، قرون وسطی مین سزائے موت کی یہ پہلی مثال تھی جو اختلاف عقائد کی پاداش مین ایک والی حکومت نے قائم کی، اس کے بعد فرانس، اٹلی، سلطنت رومہ اور انگلستان مین مبتدعین کو بارہا موت کی سزائین دی گئین، کبھی وہ پھانسی پر لٹکا دیئے جاتے اور کبھی زندہ جلا دیئے جاتے تھے، لیکن صحیح طور پر یہ نہین کہا جاسکتا کہ تقریباً ۱۲۰۰ء تک خود کلیسا کو اس امر مین کہان تک دخل تھا، اسمین شبہہ نہین کہ جہان تک عقائد کی جانچ کا تعلق ہے یہ کام ارباب کلیسا ہی نے انجام دیا ہوگا، رہا سزا کا معاملہ تو ممکن ہے کہ انھون نے براہ راست اسکی تحریک نہ کی ہو بلکہ حکومت نے بطور خود اس معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لیا ہو اور ملک نے حکومت کا ساتھ دیا ہو، چنانچہ ۱۰۲۲ء مین فرقہ کیتھاری

کے تیرہ آدمی جو زندہ جلا دیئے گئے ان کی موت کی ذمہ داری کلیسا کے سر نہین ہے بلکہ شاہی فرمان کی تعمیل خود ملک والون نے کی، اسی طرح بارہوین صدی کے آخر تک مبتدعین کو قتل و آتش کی جو سزائین دی گئین وہ بیشتر حکومت کے ذمہ دار اشخاص اور عوام کے جوش مذہب کا نتیجہ تھین، تاہم اس زمانہ مین بھی بعض مثالین ایسی ملتی ہین جنمین یہ سزائین کلیسا کے حکم سے دی گئین، چنانچہ ۱۱۶۷ء مین جو لوگ بمقام ویزیلے (Vezelay) زندہ جلا دیئے گئے انکی سزا کا حکم وہان کے رئیس رہبان اور متعدد اسقفون ہی نے نافذ کیا تھا، ۱۱۸۳ء سے ۱۲۰۶ء تک اگزیر (Auxerre) کے اسقف ہیو نے مبتدعین کو جلا وطن کرنے، ان کی جائدادین ضبط کر لینے، اور ان کو جلا دینے کے اختیارات بالکل اپنے ہاتھ مین رکھے تھے، اسی طرح رائمس (Rheims) کے اسقف اعظم ولیم نے بھی فلپ کاونٹ فلینڈرس کی مدد سے بدعت و زندقہ کا استیصال اپنے ضلع سے بزور آتش کیا،

بارہوین صدی مین اہل کلیسا کی حرص و طمع اور ان کی ظاہرداری و ریاکاری کا احساس عام طور پر لوگون مین پیدا ہو گیا تھا، کتاب مقدس اور علوم مذہبی کا اجارہ پادریون نے اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا، اور اس کے تحفظ مین وہ اس سختی سے محتاط تھے کہ کسی شخص کو بغیر ان کی اجازت اور توسط کے انجیل کے مطالعہ اور اس سے استفادہ کرنے کا حق حاصل نہ تھا، یہ صورت حال ایسی تھی کہ اس کی اصلاح کے لیے اکثر دلون مین بےچینی کے آثار پائے جاتے تھے

چنانچہ ۱۱۷۰ء مین جب پیٹر والڈو (PETEY WALDO) نے اصلاح کا علم ہاتھ مین لیکر قدم اٹھایا تو بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہوگئے، والڈو انجیل کی تبلیغ حواریین مسیح کے طریقہ پر کرتا تھا، اس کا مقصد تھا کہ دین کو اپنی اصلی حالت مین پیش کیا جائے، اس گروہ کو جو تاریخ مین والڈنسز (Waldenses) کے نام سے مشہور ہے ابتدا مین کلیسائے رومہ سے علحدہ ہو جانے کا مطلق خیال نہ تھا، وہ محض دین کو تمام آلائشون سے پاک کر کے اس کی اصلی صورت مین پیش کرنا چاہتے تھے، چنانچہ جب لیون (Lyons) کے اسقف اعظم نے ان کو تبلیغ سے منع کیا تو بجائے اس کے کہ خود سری اور سرکشی کا اظہار کرتے انھون نے ۱۱۷۹ء مین پوپ سکندر ثالث کی خدمت مین اجازت حاصل کرنے کے لیے درخواست پیش کی، لیکن جب ۱۱۸۴ء مین پوپ لوسیس ثالث

نے ان کو کلیسا سے خارج کر دیا، تو انھون نے بھی اس سے علٰحدگی اختیار کر لی، اس فرقہ کا اثر ان ممالک مین زیادہ پھیلا جہان کے باشندے کلیساے رومہ کے پادریون سے پہلے ہی سے بیزار تھے، مثلاً جنوبی فرانس اور شمالی اٹلی، پیروان والڈو کی کامیابی کا اصلی سبب یہ تھا کہ انھون نے انجیل کے مطالعہ اور اس پر غور و فکر کی اجازت عام کر دی تھی، لیکن یہ حالت زیادہ دنون تک قائم نہ رہ سکی، پوپ انوسنٹ ثالث نے زمام حکومت ہاتھ مین لینے کے ساتھ ہی ۱۱۹۸ء مین اپنے سفر کو استیصال بدعت کے غیر محدود اختیارات دیکر ان ملکون مین روانہ کیا، ان سفراء نے پہنچکر پہلے مختلف فیہ مسائل پر مباحثے کیے لیکن جب اس طریقہ سے انھین اپنے مقصد مین کامیابی نہ ہوئی تو پھر ظلم و تعدی کے وہ تمام وسائل اختیار کیے جن سے مسلح کر کے انھین بھیجا گیا تھا،

جنوبی فرانس مین جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کلیساے رومہ کے خلاف مختلف فرقے یکے بعد دیگرے اٹھتے رہتے تھے اور ان مین سے ہر ایک کو کسی نہ کسی حد تک کامیابی حاصل ہوتی تھی، چنانچہ تیرھوین صدی کے شروع مین بھی البیجنسز (Albigenses) نے سر اٹھایا اور اس عام بیزاری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جو پادریون کے تشدد اور سخت گیری کی وجہ سے لوگون مین پائی جاتی تھی، لیکن کلیساے رومہ کو اپنی قوت پر اعتماد تھا اور اس نے اس فرقہ کے خلاف ایک مذہبی جنگ کا اعلان کر کے اپنے سفیر ارنالڈ کو اس مہم پر مامور کیا، ارنالڈ نے وہ سب کچھ کیا جس کی اس سے توقع تھی، اس نے استیصال بدعت مین قتل و غارتگری کی ایک ایسی مثال قائم کی جو کلیسا کی آیندہ تحدیون کے لیے اپنے اندر ایک سند جواز رکھتی ہے، اس کے طریق عمل نے نہ صرف ایک خاص فرقہ کا استیصال کیا بلکہ اس بات کو ثابت کر کے دکھا دیا کہ کلیسا کی کامیابی صرف اسی صورت مین ممکن ہے اگر تیغ و آتش کا استعمال نہایت آزادی سے کیا جائے، چنانچہ ۱۲۲۹ء مین ٹولوز کی کونسل نے احتساب عقائد و تعزیر بدعت کا ایک محکمہ قائم کیا جو بعد مین اپنے نظام اور دستور العمل کے ساتھ انکوزیشن کی شکل مین نمودار ہوا،

اس باب مین پرجوش فرمانروایان ملک نے بھی بہت سرگرمی دکھائی خصوصاً شہنشاہ فریڈرک ثانی نے پوپ ہنوریس ثالث اور گریگوری تاسع کی مدد سے اپنی سلطنت مین قتل، جلا وطنی، اور ضبط جائداد کی سزائین نہایت

واضح طور پر متعین کین، ان سزاؤن کا اثر بہت جلد ظاہر ہونے لگا، مقتولون نے پورے جوش کے ساتھ حکومت کی مدد کی اور اختلاف عقائد کی وہ رو جو برابر بڑھ رہی تھی اب نمایان طور پر رکنے لگی، یہ دیکھ کر پوپ گریگوری نہم نے آخر قاتل کو مناسب خیال کیا اور انکوزیشن یعنی محکمۂ احتساب عقائد کا باضابطہ افتتاح کر کے ڈومنکن (Dominican) فرقہ کے راہبون کو جو اپنی سختی اور تشدد کی وجہ سے دوسرون مین ممتاز تھے نہایت وسیع اختیارات دیکر استیصال بدعت کی خدمت پر روانہ کیا،

کلیسا کے محتسب روانہ ہوے اور جبر و تعدی کی گرم بازاری شروع ہوئی، ابتدا مین یہ طریقہ تھا کہ کسی قصبہ مین پہنچکر یہ لوگ وہان کے باشندون کو جمع کرتے اور مبتدعین سے اعتراف گناہ کے لیے کہتے، اگر وہ اعتراف کرتے تو سزاے موت سے بری کر دیے جاتے، اس کے بعد ان لوگون کی تحقیق و تفتیش ہوتی جنکے متعلق خیال تھا کہ کلیسا کے عقائد سے مخفی طور پر اختلاف رکھتے ہین، یہ گرفتار کر کے انکوزیشن کی عدالت کے سامنے پیش کیے جاتے، وہان ان کے مقدمات کی سماعت ہوتی اور عدل و انصاف کے پردہ مین ایسی ہولناک کارروائیان عمل مین لائی جاتین جنکی نظیر سے تاریخ تعدی کے صفحات خالی ہین، اس طرح ایک قصبہ سے استیصال بدعت کر کے محتسبین عقائد دوسرے قصبہ مین پہنچتے اور وہان سے فارغ ہو کر تیسرے مین، شروع مین یہی طرز عمل تھا لیکن جب ابتدائی ضربون کے بعد دست قاتل مین قوت پیدا ہو گئی اور تشنگان خون کی پیاس بھی چند گھونٹون سے اور زیادہ تیز ہو گئی تو انکوزیشن کی عدالتین ہر ہر ضلع مین قائم کر دی گئین، اور پھر صدیون تک تمام یورپ کلیساے رومہ کی آتش فشانیون کی نذر ہوتا رہا،

وان ایمنیم (Von Eimem) نے صراحت کیساتھ اس محکمہ کی کارروائیون کو بیان کیا ہے، وہ لکھتا ہے کہ جسوقت کسی شخص کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے قوانین کلیسا کی خلاف ورزی کی ہے یعنی اس کے متفقہ عقائد سے اختلاف رکھتا ہے اسی وقت اُسے طلب کیا جاتا، اگر پہلی طلبی کے بعد ہی وہ حاضر ہو جاتا تو اُس کے حق مین بہتر ہوتا کیونکہ تاخیر سے اس کے جرم کا شبہہ زیادہ قوی ہو جاتا، بہرحال عدم حاضری

کی صورت مین وہ دوبارہ اور سہ بارہ طلب کیا جاتا اور بالآخر انکوزیشن کے سیکڑون مخفی وسائل اُسے گرفتار کر
لے ہی آتے، عدالت کا خوف لوگون پر اس درجہ مستولی تھا کہ کسی شخص کو اس مفروضہ مجرم کی نسبت کچھ دریافت
کرنے کی جرأت نہ ہوتی، نہ کوئی اُسے خط لکھ سکتا تھا اور نہ اسکی سفارش کر سکتا تھا، اس کا تمام مال و اسباب ضبط
کر لیا جاتا، اور پھر عدالتی کارروائی شروع ہوتی جسکا سلسلہ ایک مدت دراز تک قائم رہتا،

ایک تنگ و تاریک قیدخانہ مین بہت دنون تک پڑے رہنے کے بعد ملزم عدالت انکوزیشن کے
سامنے پیش کیا جاتا، حکامِ عدالت اس بدنصیب سے قطعی لاعلمی ظاہر فرماتے اور اس سے پوچھتے کہ تم کون ہو
اور کیا چاہتے ہو، اگر وہ اپنے جرم سے آگاہ ہونے کی خواہش کرتا تو اس کے جواب مین خود اُسے اعترافِ گناہ
کا مشورہ دیا جاتا، اگر وہ کسی بدعقیدگی کا اعتراف نہ کرتا تو اُسے دوبارہ غور کرنے کا موقع دیا جاتا اور قیدخانہ مین واپس بھیج
دیا جاتا، کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر عدالت کے سامنے حاضر کیا جاتا اور پھر اسے اعترافِ گناہ کا حکم ہوتا، اگر وہ اب بھی اپنی ضد پر قائم رہتا تو
اس سے اس بات کی قسم کھانے کو کہا جاتا کہ وہ تمام سوالات کا جواب سچائی سے دیگا، اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرتا تو
کارروائی وہین ختم کر دیجاتی اور اسکی سزا کا حکم سنا دیا جاتا، اگر قسم کھا لیتا تو اس سے اسکی تمام زندگی کے متعلق سوالات کئے
جاتے لیکن اب بھی اُسے ان مفروضہ جرایم سے مطلع نہ کیا جاتا، اعترافِ جرائم کی صورت مین اس سے معافی کا وعدہ کیا
جاتا مگر یہ بھی ایک چال تھی جس کے ذریعہ حکامِ عدالت اس کے متعلق زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے،

ان تمام مراحل کے بعد الزامات کی ایک نقل تحریری شکل مین اس کے ہاتھ مین دے دیجاتی اور ایک وکیل
بھی اسکی طرف سے پیروی کرنے کے لیے متعین کر دیا جاتا، وکیل صاحب بجاے اس کے کہ ملزم کی بریت کی کوشش
کرتے الٹا اسے اقرارِ جرم کی ترغیب دیتے، سب سے بڑی ستم ظریفی یہ تھی کہ الزام لگانے والون کا نام اسے نہ بتایا جاتا،
اور نہ ان سے جرح کرنے کا اسے موقع دیا جاتا، مقدمہ کی پہلی پیشی مین اس سے صرف یہ دریافت کر لیا جاتا کہ کون
کون لوگ اس کے دشمن ہین اور ان کی دشمنی کے اسباب کیا ہین، لیکن ان لوگون کو طلب کرنے یا اُن سے کسی قسم
کے سوالات کرنے کی ملزم کو اجازت نہ تھی، مبتدعین یا ان لوگون کی شہادتین جو تمام ملکی حقوق سے محروم کر دیئے جاتے

تھے عام طور پر عدالتون مین لائقِ سماعت نہ تھین، مگر عدالت انکوزیشن کے ملزم کے خلاف یہ تمام مردود شہادتین مقبول
ہو جاتین، عورتین، بچے اور غلام ملزم کے خلاف شہادت دینے کے مجاز تھے لیکن اُسکی مدافعت مین انکی شہادتین
مسموع نہ ہوتین، حد یہ ہے کہ دس سال کے بچون کی شہادتین بھی قبول کیجاتی تھین، اگر کوئی گواہ جس نے ملزم کے
خلاف بیان دیا ہے اپنی شہادت سے عود کرتا تو اُسے جھوٹی شہادت کے جرم مین سزا ملتی لیکن خود اس کی شہادت
باوجود جھوٹی تسلیم کئے جانے کے اپنی جگہ پر قائم رہتی اور مقدمہ کے فیصلہ مین پوری طرح مؤثر ہوتی، کوئی شخص
شہادت دینے سے انکار نہ کر سکتا تھا، کیونکہ انکار کرنے والا خود مجرم قرار دیا جاتا، (ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا برٹینکا انکوزیشن)

ملزم کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، قسم کھانی پڑتی کہ وہ تمام سوالات کا جواب سچ سچ دیگا، اور کوئی بات
چھپا نہ رکھیگا، لیکن اگر اُس کے جوابات تشفی بخش نہ ہوتے یعنی اُن سے اُسکا جرم ثابت نہ ہوتا یا جو الزامات اس کے
خلاف عاید کئے گئے تھے ان کا ثبوت کافی طور پر بہم نہ پہنچ سکتا تو یہ نہ ہوتا، جیسا کہ انصافاً ہونا چاہئے تھا، کہ اُسے
بے قصور قرار دے کر رہا کر دیا جاتا بلکہ عدالت انکوزیشن اپنے مفید مطلب بیان حاصل کرنے کی غرض سے اُسے
شکنجہ مین کسنے کا حکم صادر کرتی، شکنجہ کی سزا تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد دیجاتی اور اس وقت تک قائم رکھی
جاتی جب تک طبیب انکوزیشن کی راے مین ملزم اسے برداشت کر سکتا، بالآخر اس جانکنی سے تنگ آکر اُسے
وہی کہنا پڑتا جو عدالت کہلانا چاہتی تھی، لیکن اقرارِ جرم کے بعد بھی شکنجہ کی عقوبتین قائم رکھی جاتین یہانتک کہ آخر کار
اسے اپنے تمام شرکا کے نام اور پتے بھی بتانا پڑتے، اقرارِ جرم کے یہ معنی نہ تھے کہ ملزم نے در اصل اس کا ارتکاب
بھی کیا ہے، شکنجہ کی اذیتین اس درجہ روح فرسا ہوتین کہ وہ موت کو ترجیح دیتا اور اس سے رہائی پانے کی خاطر
مفروضہ جرائم کا اقرار کر لیتا، بااین ہمہ بعض سخت جان ایسے بھی تھے جو اعترافِ گناہ نہ کرتے اور آخر وقت تک
اپنی ضد پر قائم رہتے، اور یہی لوگ مبتدع اور زندیق قرار پاتے،

مجرمین کی تین قسمین تھین، (۱) وہ جو اعترافِ گناہ کر کے توبہ کر لیتے، (۲) وہ جو اعترافِ گناہ نہ کرتے
اور اس لیے زندیق سمجھے جاتے، (۳) وہ جو اعتراف اور توبہ کے بعد پھر بدعت و زندقہ اختیار کر لیتے، ممکن ہے

کرتوبہ کرنے والون کی نسبت یہ خیال ہو کہ وہ سزا سے بری کردیئے جاتے تھے، لیکن ایسا نہ تھا، کلیسا کے نزدیک
عفو بخش کی کوئی حقیقت نہین تھی، تائبین کو بھی پچھلے گناہون کی پاداش مین کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑتی تھی، انکی
سزا مین گناہون کی اہمیت کے لحاظ سے مختلف درجون کی ہوتی تھین، مثلاً نفس کشی و ریاضت، روزے، نمازین،
مقامات مقدسہ کی زیارت وغیرہ وغیرہ، دُرّے بھی لگائے جاتے اور ان کے لباسون مین سینہ اور پشت پر زرد
کپڑے کی صلیبین ٹانک دیجاتی تھین جو انکی سابقہ گمراہیون کی یاد ہمیشہ تازہ رکھتی تھین، قید کی سزائین بھی دیجاتی تھین
اور انکی مختلف مدتین ہوتی تھین، بعض لوگ تمام عمر قید مین رکھے جاتے تھے، یہ برتاؤ ان گنہگارون کیساتھ تھا جو اپنی تمام
بدعقیدگیون سے تائب ہوچکے تھے، باقی وہ جو اپنے خلاف الزامات کو تسلیم نہ کرتے اور انتہائی اذیتون اور عقوبتون
کے بعد بھی اعترافِ گناہ نہ کرتے یا وہ جو بعد توبہ کے پھر گمراہ ہوجاتے انھین عدالت انکوزیشن کی طرف سے سزا ے
موت کا حکم سنایا جاتا اور وہ حکومت کے سپرد کردیئے جاتے جس پر احکام کلیسا کی تعمیل واجب تھی، چونکہ کلیسا کے نزدیک
خونریزی کسی حالت مین بھی روا نہ تھی اس لیے بدعت و زندقہ جیسے شدید جرم کی صورت مین بھی اس سے اجتناب
کیا جاتا اور مجرم کو بجائے قتل کرنے کے زندہ آگ مین جلا دیا جاتا کہ انسانی خون کا کوئی قطرہ کلیسا کے ہاتھ سے زمین پر گرنے پائے
یہان تک جو کچھ بیان کیا گیا وہ قرون وسطی کے انکوزیشن اور اسکی کارروائیون کا ایک نہایت مختصر
سا خاکہ ہے، اگرچہ اس محکمہ کا باضابطہ نظام تیرھوین صدی مین قائم ہوگیا تھا اور تمام مسیحی یورپ مین اس نظام
پر عمل جاری تھا تاہم جو آتش فشانیان تاریخ کے صفحون مین ہمیشہ روشن رہینگی ان کا ظہور پندرھوین اور سولھوین
صدی مین ہوا اور استیصال بدعت کی یہ آتشین سعادت سب سے زیادہ اسپین کے حصہ مین آئی، چونکہ یہ درد انگیز
داستان زیادہ طویل ہے اس لیے ہم اسے مضمون کے دوسرے حصہ کے لیے اٹھا رکھتے ہین، اسی حصہ مین یہ
بھی بیان کیا جائے گا کہ محکمۂ احتساب عقائد نے یورپ کے اور ملکون مین کیا کارگذاریان دکھائین اور اپنے
مقاصد مین کہانتک کامیاب رہا،

(باقی)

صہبا و انش

از

جناب مولوی ابوالقاسم صاحب سرور،

(بسلسلۂ گذشتہ)

جمالیات

نفسیات کا دوسرا شعبہ جمالیات حسیات کی آبادی سے معمور ہے، جو جمیل اور حسین لائق تحسین یا اسکے
...ان مکروہ و قبیح سے پیدا شدہ حسیات کی ایک وسیع بساط ہے، انسان حواسون مین سے مخصوص طور پر سماعت و
بصارت ان دونون مین اس قسم کے ریشے ودیعت ہین جن کے سہارے ملاحظۂ اشیا یا سماعت آواز سے احساس
نفرت رونما ہوا کرتا ہے، مظاہر فطرت کی بوقلمونی ان کی عظمت و جبروت یا کسی خوشنما تصویر یا کسی خوبصورت
...ت کا معائنہ یا کسی نظم کا پڑھنا، یا سننا، ان سے خوشگوار احساس کی روئیدگی شروع ہوتی ہے، اور انسانی دل

لہ فلسفہ کی خشکی کی تلافی کے لئے فلسفۂ جمالیات کے اہم مسائل کو نظم کے سانچہ مین ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے،
عجب نہین کہ یہ طریقہ ناظرین کرام کے لئے دلچسپی کا باعث ہو،

حسن کا لفظ سہ حرفی آج ہے موضوع بحث
اس کے ہر اک حرف کو تنقید سے ہے دیکھنا

علم حسیات و وجدانات و جذبات بشر
پورا سرمایہ ہے یہ فن جمالیات کا

کس طرح ہوتا ہے احساس جمالی کا ظہور
کون سی شے ہے جو ہو حسن مجسم بر ملا

کیا سبب اس کا کہ اک شے ایک کرتا ہے پسند
دوسرا کرتا ہے نفرت وہ بھی کیسی ناروا

کون سے اشیا رکھے ہین ایسے نمایان خواص دل
جس سے ہوجاتے ہین وہ اشیا نہایت خوشنما

سے مسرت کی موج اٹھتی ہے، زبان کلمات ستایش ادا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے، اور اس شے جمیل کی دلکشی اور خوبصورتی کے متعلق بے اختیار منہ سے تعجب اور حیرت کے الفاظ نکلتے ہیں، یا ایسی حالت میں انسان ایسا خود رفتہ اور کھویا جاتا ہو کہ اظہار احساسات کے واسطے اسے لفظ تک ہاتھ نہیں آتے، شے جمیل پر اپنا قبضہ ہو یا نہ ہو ہر حالت میں انسان کا اس سے حظ اندوز ہونا ضروری ہے، اور تحسین و ستایش کی بچھاور کے بغیر خاموش بیٹھے رہنا ممکن نہیں تو نظارہ لذت ملاحظہ میں اضافہ کرتا رہتا ہے جس طرح خوشگوار احساس پیدا کرنے والی شے کو جمیل کہتے ہیں اسی طرح نفرت و الم کے احساسات ظاہر کرنے والی شے بدشکل اور قبیح کہلاتی ہے، اسی کی نسبت نطشے کہتا ہو کہ مکروہ

سحر ایسا کوئی پوشیدہ ہے آواز میں،
جس سے ہو جاتی ہے جذب سامعہ دلکش صدا

جتنا اشیائے جمیلہ کا سمجھا ہے سب کا سب
اشتراک آپس میں اس کے ہوتا ہے کیا ایک سا

اس طرح کے اور بھی کئے جائیں سوال
ان سبھوں کا ہو جمالیات سے رشتہ جڑا

ایسے استفساروں پر رد و قدح اور غور و خوض
فن بالا میں رہا کرتا ہے اس کا مشغلہ

فطرت خاموش کے لاکھوں مناظر بے بدل
سطوت و عظمت پہ جنکے فہم عالم ہے فدا

خوبصورت کوئی بت یا کوئی تصویر جمال
کوئی عمدہ نظم یا دلکش صدا کا سلسلہ

دیکھتے ہی سنتے ہی فوراً بشر کے قلب میں،
خوشگوار احساس کا طوفان ہوتا ہے بپا

دل نہ بھر جاتے ہیں جذبات مسرت ناگہاں
ساز لب سے اٹھتا ہے تحسین کا اک غلغلہ

یا خموشی اس پہ چھا جاتی ہے ایسے وقت میں
جب کہ ہو جاتا ہو ذہن نارسا بیدست و پا

لفظ تک اظہار کیفیات کے ملتے نہیں
جوش دل لفظوں میں اس سے ہو نہیں سکتا ادا

شکل حرکت، رنگ اور نیز اس طرح از تمام
دیکھنے یا سننے سے جن کا ہوا نشو و نما

اطلاع ان کی دیا کرتے ہیں عضو گوش و چشم
جس سے پیدا ہوتی ہے احساس لذت کی صدا

یہ وہی ہے جس کو کہتے ہیں جمالی التذاذ
اس کا باعث حسن ہے جس میں نہیں چون و چرا

یہ وساطت سے حواس آدمی کے روز و شب
عقل و وجدان و تخیل کو ہے کرتا مبتلا

اور بدصورت شے انسان کو کمزور و مضمحل کر دیتی ہے، اور اس کے لئے سخت اذیت رسان ہے، عالم افسردگی میں چونکہ اسی مکروہ صورت کی قربت و نزدیکی کا انسان احساس کرتا ہے، اسی بنا پر الم خیزو افسردگی اس پر قبضہ کر لیتی ہے۔ جمیل شے خوشگوار احساس کی خالق ہے، اور یہ صفت اس سے کسی وقت علیحدہ نہیں ہوتی، مگر خوشگوار شے کی یہ نوعیت نہیں، اس پر جمیل ہونے کا اطلاق نہیں ہوتا، یہاں یہ تصریح بھی ضروری ہو کہ سونگھنے اور چکھنے کی چیزوں سے جمال کا تعلق نہیں یہ دیکھنے اور سننے کی چیزوں کے لئے مخصوص ہے، فواکہ، اغذیہ، اشربہ، عطریات گئے ہی اعلیٰ درجہ کے کیوں نہ ہوں یہ لفظ جمیل کا مصداق نہیں بن سکتے، انھیں خوشگوار، عمدہ، نفیس وغیرہ ان ہی الفاظ سے

نفس میں پیدا کیا کرتا ہے جذبات نفیس
روح کو پہنچاتا ہے تا حد بام اعتلا

حسیات احساس اور لذات کی دلچسپ بحث
ہے یہی وہ روزن در جس کو یہ ہے جھانکتا

کچھ نواہائے شنیدہ کچھ بہار دیدہ سے
دونوں سے مل کر بنا ہے اسکا سحر خیز زا

خوشگوار احساس کا اٹھتا ہے جب جوش طرب
اس کو کہتے ہیں یہ ہے سیلاب حسن خود نما

حسن کو سقراط ٹھہراتا ہے مانند مفید
اور فلاطون کی نظر میں ہے یہ ادراک مرتبا

جو تصور خیر برتر اور الوہیت کے ہیں،
حسن ہے ایسا تصور کا تمثیل و ہم نوا

حسن سے اشیائے عالم کل کے کل لبریز ہیں
یہ خیالات فلاطون کا ہے مجمل تذکرہ

حال کے نقاد کہتے ہیں نہیں ایسا نہیں
یہ ہے احساس و حواس آدمی کا شعبدہ

جو کسی شے کے تصور سے ہوا ہو ارتسام
اہل یورپ کرتے ہیں اپنی یہیں سے ابتدا

پھر صفات، اعراض اشیا دیکھتے ہیں غور سے
تا کہ حاصل ہو جمالی کیفیت کا مدعا،

حسن کی تخئیل سے حاصل شدہ لذت وہ ہے
مادی اغراض کا جس میں نہ ہو کچھ شائبہ

سب سے پہلے کانٹ نے اس امر کی تعیین کی
حسن کی لذت نہ ہو وابستہ حرص و ہوا

اس کے احساس و شعور اوّلین کے باب میں
ماہرین فن نے لونیت سے کی ہے ابتدا

بنتے گہرے رنگ رجحانات کو ہوں گر پسند
سمجھا جائے گا تمدن کا ابھی ہے بچپنا،

تعبیر کیا جائے گا، میوہ جات لذیذ غذاؤں سے قوتِ ذائقہ ضرور حظ اندوز ہوتی ہے، عطریات قوتِ شامہ کو یقیناً محظوظ کرتے ہیں، مگر ان میں سے کوئی جمیل شے نہیں ہوتی، اسی بناپر اغذیہ وغیرہ کے ذائقہ اور خوشبو کو جمیل نہیں کہا جاتا، حسن سے کیف مسرت کا ظہور رونما ہونے کی علت وہ ارتسام ہے جو ذہن انسانی کے صفحہ پر حواس کے ذریعہ

ہلکے رنگوں کی نفاست جتنی دل کو بھائیگی — اتنا ہی ہوگا تمدن کو عروج و اعتلا
حسن کے قصرِ بصیرت زا کی جانب رات دن — ہر تمدن بڑھتا ہے لیکر کمندِ ارتقا
آبشاروں کی روانی چرخ آسا کوہسار — نیّرِ تاباں کا چھپ چھپ کر نکلنا ڈوبنا
اور اجرامِ سماوی کے منور قمقمے — آج تک فہمِ بشر جن کی نہ گنتی گن سکا ہے
ابر کی اودی، سنہری، نیلی پیلی ساریاں — جن کو پھیلاتی ہے چرخِ بام پر بادِ صبا
وہ شفق کا پھولنا وہ اس کی زریں آب و تاب — تودہ غبرا ہو جس سے صاف سونے کا ڈلا
قلزم و عمّان کی موجوں کا خروشِ سہمگین — دیکھنے سے ان مناظر کے ہے دل ہیبت کدہ
ان کی لامحدودیت مرعوب کرتی ہے ہمیں — سامنے آنکھوں کے رہتی ہے جلالت کی فضا
اس تصور میں اسی حد پر ہے احساسِ الم — جس کی پیدا ہوتی ہے افسردہ کچھ طبعِ رسا
بعد اس کے خود ابھرتے ہیں وہ جذبات لطیف — جن سے پھر بڑھتا ہے آگے ذوقِ دل کا حوصلہ
ایک ہی آواز یا صورت ہر اک پر اک طرح — کیوں اثر کرتی نہیں اس کی ہے آخر وجہ کیا
ساختِ عصبی ریشوں میں ہر شخص کے یکساں نہیں — اختلافِ عادت و تعلیم ہے اس کے سوا
ذہن کی بالیدگی میں بھی بہت باہم ہے فرق — بیش و کم تفریق کرتی ہے طبائع کو جدا
اک تخیل ہی نہیں اس حسن کے زیر اثر — عقل تک پھیلا ہوا ہے، اس اثر کا دائرہ
دلکشی، آواز، حرکت، رنگ جتنا ہیں جو بھی ہو — یہ بامدادِ حواس اک فعل ہے ادراک کا
ان میں پیدا کرتے ہیں موزونیت فکر و شعور — جس سے بن جاتا ہے یہ نقشہ عجب لذت فزا
قوتِ ذہنی نہیں انسان اور حیوان کی — باہمی تفریق کو کرتی ہے ظاہر برملا
مختلف رنگوں کی اک تصویر کو یا نظم کو — دیکھتا سنتا ہے حیوان بھی مگر کیا فائدہ

ے نقش ثبت کر دیتا ہے۔

جمیل اور کارآمد ان دونوں میں باہم حدِ فاصل قائم ہے، حقیقتہً جو جمیل شے ہو، اس کے خیال سے حاصل شدہ لذت عموماً مادی لحاظ سے غیر مفید کہلانے کی مستحق ہے، کیونکہ خیالِ حسن سے حاصل کی ہوئی لذت غرض اور خواہشات مادی کی آمیزش کی متحمل نہیں، یہ ایسی لطیف اور نازک لذت ہے، جو غرضوں اور مادی خواہشوں سے یکسر پاک و صاف ہوا کرتی ہے، اس لذت کے بارہ میں پہلے پہل جرمنی کے فلسفی کانٹ نے نہایت تصریح سے بیان کیا کہ حسن کی حاصل شدہ لذت میں خواہشاتِ مادی وغیرہ کا شائبہ نہ ہونا چاہیے، چشم و گوش ہی وہ وسیع راستے ہیں، جن پر بعض آوازوں کی سماعت سے پیدا شدہ ارتسام اور رنگ و شکل و حرکت کی اطلاع کے قافلے منزلِ دماغ میں داخل ہوتے رہتے ہیں، ان ارتسامات میں لذت یا الم کا احساس بھی شریک رہتا ہے، یہ لذت جمالی لذت سے موسوم ہے، جس کی علتِ تامہ حسن ہے، ایسا حسن کہ جس کی اثر انگیزی انسانی وجدان عقل

اس سے حیوان کو حصولِ کیف ہوتا ہی نہیں — جس سے وہ ظاہر کرے جذبہ کوئی ابھرا ہوا
کس طرح ہوتا ہے ظاہر یہ جمالی التذاذ — نقل اور تخلیق ہے اس کا ذریعہ واسطہ
دل میں انسان کے یہی رہتی ہے خواہش جاگزیں — جو کرے محسوس اس کو یوں کا توں کر دے ادا
بتگری، معماری، و موسیقی کلفت شکن — شاعری جس میں کہ رہتا ہے، درِ تخییل وا
نیز نقاشی کہ جو دنیا ہے نقش و رنگ کی — ارتسام ذہنی و طبعی کا ان میں سلسلہ
سب یہ ظاہر ہوتا ہے، الفاظ یا اصوات سے — نام صناعی ہوا ایسے ہی اظہارات کا
خارجی صورت میں ہم وجدان یا احساس کو — جب کریں ظاہر تو صناعی یہی کہلائے گا
منفعل رہتا ہے یا خوابیدہ احساسِ جمال — عام لوگوں میں مگر صناع میں ہے جاگتا
فعل ہے افراطِ قوت کا نتیجہ اور یہی، — جا در تخلیق سے کرتا ہے ظاہر دست و پا
دیکھتی ہے غیر مرئی چیز کو کس غور سے، — صوت و رنگ و سنگ میں صناع کی طبعِ رسا
پھر اسے مرئی بنا کے سامنے لاتی ہے یہ — جس سے دل کے باغ میں چلتی ہے لذت کی ہوا

تخیل کو متاثر کرتی ہے، اور روح کو پاک وصاف کر کے نفس میں شریفانہ جذبے پیدا کرتی ہے، لذت حسن میں خواہشات واغراض کا نام ونشان نہیں ہوتا، اس لئے کہ خواہشات کا اقتضا یہ ہوا کرتا ہے، کہ کسی طرح اشیائے عالم پر قابو پالیں، اور انھیں اپنے قبضۂ واقتدار میں لے آئیں، اس بنا پر خواہشات رنج وغم کا سبب ٹھہرتی ہیں،

جمالیات کا مطمح نظر اور مقصد کیا ہے، وجدانات اور لذات کی تحقیق، اور پوری پوری ان کی حدبندی کرنا، خوشگوار احساس چلتا ہوا جادو ہے، جس سے بچکر نکلنا انسان کے بس کی بات نہیں، عام طبیعتیں خوشگوار احساسات سے متاثر ہونیکے بعد بھی وہ اس توجیہ سے بالکل لاعلم رہتی ہیں کہ کس بنا پر وہ متاثر ہورہی ہیں، اور بیشتر اس متاثر ہونے کی علت اور سبب کی تحلیل وتحقیق نہیں کرسکتیں، ایک عامی محسوس کرنے کے بعد الفاظ یا افعال کے ذریعہ اپنے احساس پنہان کو برافگندہ نقاب کرنے پر قدرت نہیں رکھتا، صرف محسوس کرنا یہ جبلّی یا وجدانی خاصہ ہے جو ایک حد تک حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے، عام شخص محض محسوس کرتا ہے، اور فلسفی یا صناع غور وفکر کرتے ہیں اور اپنے احساسات کو الفاظ یا افعال کے ذریعہ سے ظاہر بھی کر دیتے ہیں، انس ومحبت، میلان ورغبت، انبساط ومسرت کے احساس کا منبع جمیل ہے، اور تکدر وانقباض، نفرت وکراہت کے احساس کا مخزن مکروہ وقبیح ہے، اس کے خلاف

یا یہ کہیے کام میں صناع سحر انگیز کے … صاف ہے توضیح نصب العین کا نقشہ کھینچا
یہ ذریعہ ہے حواس آدمی کے ذہن کو … لیکر آغوش اثر میں اور بڑھتا ہے سوا
روح کو دیکر سہارا پھر یہ کرتا ہے بلند … اور جذبات شریفانہ کو دیتا ہے جگا،
اس سے وجدانات اعلیٰ پاتے ہیں اوج کمال … یہ دماغ ودل کو دیتا ہے تاثر کی غذا،
قوتیں انسان کی کل اس کے ہیں زیر اثر … روح کی گہرائیوں میں بھی ہے یہ پیرا ہوا
عام نظروں سے نظر صناع کی ہوتی ہے تیز … وہ تعقل کرتا ہے، جب ایک نصب العین کا
ساتھ ہی اس کے کسی پیرایۂ دلچسپ سے … جو ن کا توں کر دیتا ہے اس کا اعادہ بے خطا
اس بیان میں اس جگہ پیدا یہ ہوتا ہے سوال … کیا ہے صناعی فقط تقلید کی بانگ درا
جو اعادہ کرتی ہے حسنی ظواہر کا تمام … کوئی کیا اس کا بھی ہے مقصود وغایت مدعا

جبروت آمود حسن فطرت، فضائے بسیط میں چکر لگانے والے بیشمار اجرام سماوی، فلک بوس جبال، بحر زخار، نیر عالم کا طلوع وغروب، یہ سب کے سب مناظر جمیلہ ہیں لیکن ان کے تصور سے جو لذت حاصل ہوتی ہے اس میں رنج والم کا بھی لگاؤ ہے، اسلئے ان کے غیر متناہی ہونے کے رعب سے انسان سہم جاتا ہے، ایسے اوقات میں محاذ نظر کی جمیل کے بجائے جلیل سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، جس سے ابتداءً افسردگی کا احساس شروع ہوتا ہے، اور پھر ایک شریفانہ جذبہ ابھر آتا ہے،

اس سے ہٹکر مضحک کا بھی ایک تصور ہے، جو جلیل کے مقابل ہے، توازن وتقابل اور مصنوعی متانت وسنجیدگی کا احساس اس تصور کا رہبر اور مبدء ہے،

سلی کا قول ہے، کہ اگرچہ لائق ضحک اور مضحک یہ دونوں ہم معنی سمجھے جاتے ہیں، لیکن لفظ مضحک اصطلاحاً محدود اور معین ہی معنی رکھتا ہے، یہ ایک پُروقار، پُرمتانت خندۂ سنجیدہ پیدا کرتا ہے، یہ مفہوم خاص اسی لفظ کے لئے مخصوص ہے، اور اس سے محض ہنسانے والی شے مراد نہیں لیجاتی، احساس جمال ظاہر کرنے والی چیزوں کے آئین واصول صناعی پر مضحک کا بھی دار ومدار ہے، احساس مسرت حزنیہ (درد یہ) بھی پیدا کرتا ہے، اس میں رحم کے جذبہ کا لگاؤ ہے، یہ بھی لذت ہے، مگر ایسی جس میں الم بھی شریک ہے، لذت اس بنا پر کہ انسان کے اخلاقی وجدانات

کیا نہیں اخلاق سے اس کا تعلق یا کہ ہے، … محض صناعی کی خاطر کیں صناعی کو کیا،
ان سوالات عجیبہ کی ہے ایسی شاہراہ … ماہران فن میں سے ہوتے ہیں باہم جدا
نقل فطرت کی بعینہٖ یا تشابہ بس یہی، … بعض کے نزدیک صناعی کا مقصد ہے بڑا
بعض کہتے ہیں مناسب ہی نہیں صناع کو … نقل فطرت میں کرے فطرت کی پوری اقتدا
بلکہ کچھ ہو نقل اور کچھ ہو اضافہ ساتھ ساتھ … وہ اضافہ اپنے افکار اور وجدانات کا
فطرت خاموش سے اشیاء کو کرے منتخب … ربط دیکر سر فطرت کو کرے ان سے ادا
ایسی صناعی جو ہو مخصوص خط وخال کی … یا تصور کوئی یا سیرت ہو جس سے رونما
یہ حقیقت سے زیادہ منکشف ہوتی ہے اور … ذہن کو پہناتی ہے فوراً تاثر کی قبا،

کو اس سے خاص تمتع حاصل ہوتا ہے، اس قسم کے جتنے احساسات ہین، وہ سب جمالیات کے حدود مین داخل ہین، اس بنا پر جمالیات، جذبات، وجدانات، حسیات، ان سبھون کا بامعانِ نظر مطالعہ کرتی ہے اور جمیل، مکروہ، جلیل، مضحک، اور تصورات انبساط و مسرت کی توضیح و تعریف کرنا بھی اسی کا فرض ہے، ایسے علل و اسباب جو کسی شے کے جمیل یا بدشکل ہونے کے سبب و علت ہوتے ہین، ان کا پتہ لگانا بھی اسی کے ذمہ ہے، جمالِ فطرت، صناعی کی خوبصورتی، مادی و غیر مادی چیزون کے حسن کی تحقیق و تفتیش بھی یہی کیا کرتی ہے، احساساتِ جمالی کا مبدء کونسا ہے، یہ احساسات کس طرح اور کہان سے پیدا ہوتے ہین، کس شے پر حسنِ مجسم کا اطلاق ہوسکتا ہے، احساسات جمالی جو بجائے خود ہر ایک کو محسوس ہوتے ہین، کیا یہ احساسات زادۂ اشیاء کہے جاسکتے ہین، ایک شے یا آواز یکسان دو طبیعتون پر کیون اثر نہین کرتی، ایک شے اس سے حظ اندوز ہو کر نشاط کی انگڑائیان لیتا ہے، اور دوسرا اسی سے متنفر ہو کر منہ پھیر لیتا ہے، خط و خال اشیا اور ارتعاشاتِ اصوات وہ کس قسم کے ہین جن سے یہ جمیل و دلکش بن کر انسان مین احساس مسرت و انبساط پیدا کر دیتے ہین، اشیائے جمیلہ کا پورا جتھا کیا یکسان قدر مشترک رکھتا ہے، اس طرح کے استفسار و سوال جمالیات ہی سے تعلق رکھتے ہین،

پروفیسر ہین کی تحقیق مین ذہنِ انسانی حسن کے ابتدائی تصورات کی ابتدا لونیت سے کرتا ہے، اُسے مثال مین اس طرح ظاہر کیا ہے، کہ شکل و صورت، موزونیت سے لذت اندوز ہونے سے پیشتر بچے نہایت گہرے

ذوقِ وجدانی اثر کے اگر اک صناع کو،
فکر ہوتی ہے بنا دے نقل کی اس کو سبھا

اس نے پوری وہ کرتا ہی نہیں فطرت کی نقل
اتنی ہی کرتا ہے جو محسوس وہ خود کر چکا،

پھر یہین سے اور پیدا ہوتا ہے مشکل سوال،
جسکو کہ سکتے ہین پہلے کے مقابل دوسرا

تابع اخلاق صناعی کو ہونا چاہئے،
یا نہین اخلاق سے بالا ہے اس کا مرتبہ

بعض اس بارہ مین رسکن کے ہوئے ہین ہم خیال
کہتے ہین اخلاق پر صنعت کی قائم ہو بنا،

اپنے وجداناتِ عالی مین کرے ہمکو شریک
سب سے بڑھ کر کارنامہ ہے یہی صناع کا،

مقصدِ اعلیٰ ہے صناعی کا بس یہ ایک ہی
اس سے ہو اخلاق کی تعلیم کا نشو و نما

اور شوخ رنگون کے گرویدہ ہوتے ہین، بچون کی طرح ایک دہقانی بھی اسی قسم کے شوخ رنگون کا حریص ہوتا ہے، غرض کہ ایسی وحشی قومین جو ارتقائے ذہنی کی منزلین طے کرنے کی جانب ابھی مائل نہین، انھین جاندار اور بے جان اشیاء کے گہرے رنگ نہایت پسندیدہ معلوم ہوتے ہین، وہ افراد جو ابھی نشو و نما کی عدم تکمیل کی گھاٹی سے باہر نہین نکلے ہین، شعورِ ذات کی معرفت سے خالی ہاتھ اور مطالعۂ باطن کی سرحد (جو ترقی کی ممتاز منزل ہے،) سے دور پڑے ہوئے ہین، یہ بھی گہرے رنگ یا مجموعۂ الوان کو دل سے پسند کرین گے، لیکن ایک ترقی یافتہ مہذب انسان کی نظر مین یکسانیت لئے ہوئے ہلکے رنگ خوشنما معلوم ہون گے، امتیازِ حسن اور پسندیدگی کی قوت عموماً ذوق سے تعبیر کی جاتی ہے، اسے لذت جمالی کے محسوس کرنے کی استعداد و قابلیت کہتے ہین جو مبدء فیاض سے انسان کو عطا ہوئی ہے، جماعت و افراد مین تربیت و تعلیم ترقی دیکر اس قوت کو آگے بڑھا دیتی ہے، ایک آواز یا ایک صورت سے ہر ایک مساویانہ طور پر متاثر نہ ہونے کی بھی مختلف وجہین ہین، مثلاً عصبی ریشون کی ہر ایک مین عدم یکسانیت تعلیم عادت رسم و رواج سے باہمی جداگانہ طبیعتون کا اختلاف، ہر ایک کا ذہنی نشو و نما مین افتراق وغیرہ یہی وجہین ہین جس سے ہر ایک طبیعت ایک سا اثر نہین لیتی، حسن تخیل اور عقل دونون کو متاثر کرتا ہے، حرکات، خطوط، اصوات، اور رنگون کی دلکشی کے ادراک ذریعہ و وسیلہ حواس ہین، اور ان مین موزونیت پیدا کرنے کا کام فکر و شعور سے متعلق ہے، یہین سے انسان اور حیوان کے امتیازات کی راہین علٰحدہ ہوتی ہین، کسی عمدہ تصویر یا اچھی نظم ان دونون کو حیوان بھی

بعض کہتے ہین کہ صناعی نہ ہو پابندِ قید
اس کو ہونا چاہئے مطلق جمیل و خوشنما

ہیئت و صورت ہی مین موجود ہوتا ہے جمال
بے تعلق جس سے یہ رہتا ہے وہ ہے مادہ

بعض گذرے ہین جمالیین مین ایسے بھی فرد
جو جمالیات کی کرتے ہین اس حد پر ثنا

کہتے ہین رتبہ جمالیات کا مافوق ہے،
اور ہے اخلاق سے بھی اس کا اونچا مرتبہ

الغرض یہ ایسا دلکش روح پرور پھول ہے
جسکی خوبی سامعہ اور باصرہ کی ہے غذا،

چشمِ نظارہ طلب مین اس سے سحرِ بیخودی
سامعہ مین اس کی لذت کا ہے اک طوفان بپا

دیکھتا اور سنتا ہی مگر بیکار اور فضول، وہ شعور محبت اور کسی قسم کے ابھرے ہوئے جذبہ سے بالکل خالی نظر آتا ہے، فعل اور تخلیق یہی جمالی لذت کی جلوہ گاہ ہے، یہ لذت اسی فضا مین رونما ہوتی ہے، جس قسم کے بھی احساس سے انسان متاثر ہوتا ہے، اس کا فطری اقتضا یہی ہے، کہ ایسے مواقع پر ردعمل تاثر کی اصوات یا الفاظ سے ترجمانی کرے، یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے موقعون پر وہ سرتاپا عمل بن کر کہنے اور کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہی، اسی اقتضائے فطرت سے مجبور ہو کر ایک بے سواد جو تقریر و تحریر سے بالکل مس نہین رکھتا، وہ بھی اس قسم کی سعی و کوشش کی ہمت کیا کرتا ہی، اگرچہ اس کا یہ عزم و ارادہ محض فطرت کے مجبور کر دینے کی وجہ سے ہوا کرتا ہی، مگر عوارض جہل کے سبب سے یہ کمان اس سے زہ نہین ہو سکتی لیکن جو شخص قوت اظہار سے بہرہ ور ہین، اور وہ جبتک اس عمل کی نمائش نہین بنا دیتے اس وقت تک انھین چین نہین آتا، طبعی ذہنی یا اخلاقی ارتسامات کی تحصیل کے بعد خطوط، الفاظ یا اصوات کے ذریعہ سے نقاشی، سنگتراشی، معماری، شاعری اور موسیقی مین انھین ارتسامات کو ظاہر کیا جائے، تو اس کو فن یا صناعی کہین گے، صورت خارجی مین اظہار وجدان یا احساس کا صناعی نام رکھا جاتا ہی، احساس جمال عوام الناس مین منفعل یا خفتہ رہتا ہی، اور یہی صناع مین طاقت فاعلی اور حالت بیداری کی شان مین جلوہ نما ہوتا ہی، افراط قوت کا نتیجہ فعل کہلاتا ہی، اور تخلیق کے ذریعہ سے یہی فعل معرض ظہور مین آیا کرتا ہی، ایک صناع غیر مرئی شے کو بذریعہ سنگ یا رنگ زبان یا آواز کے مرئی بنا کے پیش کرتا ہی، صناع کا کام اس کے مطمح نظر اور نصب العین کا توضیحی نقشہ ہی، جو اس کی وساطت سے وہ ذہن کو متاثر کرتا ہی، جس سے روح مین رفعت و بلندی اور نفس مین جذبات شریفانہ کا چشمہ ابل پڑتا ہی، اسی سبب سے ہو کر وجدانات اعلی ابھر آتے ہین، صناعی دل و دماغ دونون کو تاثر کی غذا تقسیم کرتی ہی، صناع وجدان تصور، چہرہ کی خصوصیات کو اس طرح ترکیب دیکر سامنے لاتا ہی کہ اس پیشکش کے آئینہ مین اس سے قبل کی نا محسوس کی ہوئی چیزین نہایت صاف دکھائی دیتی ہین، (باقی)

جنت گوش، اور فردوس نظر اک مین ‏ ‏ جلوہ ہائے حسن کی رہتی ہے نور افشان ضیا

روز و شب شمع و بصر کے پردۂ فانوس پر ‏ ‏ کوندتی رہتی ہے اس کی برق استعجاب زا (باقی)

تلخیص و تبصرہ

اقتصادی تباہی اور امریکہ کی خانگی زندگی

امریکہ کی دولت و ثروت اور تہذیب و تمدن کی حکایتین اس کثرت سے ہمارے کانون تک پہنچی ہین کہ اب وہان کے افلاس و وحشت کے واقعات کا مشکل سے یقین آتا ہے، اور سمجھ مین نہین آتا کہ جس ملک مین کروڑپتیون کی تعداد بھی حد شمار سے باہر تھی وہان قوت لایموت کا سوال کیسے پیدا ہو گیا، اور جن ہاتھون مین تہذیب حاضر کی شمع ہدایت تھی وہ وحشت و بربریت کی انتہائی تاریکیون مین قتل و غارتگری مین کیونکر مصروف ہین، لیکن واقعات بہرحال واقعات ہین، جنپر حسن ظن یا خوش اعتقادی کی کوئی نقاب پردہ نہین ڈال سکتی،

امریکہ کی موجودہ اقتصادی تباہی کا جو اثر عام طور پر پڑا ہے، کہ لاکھون آدمی بے روزگار ہو گئے جرائم کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے، قتل اور ڈاکے دن رات ہزارون کی تعداد مین ہو رہے ہین اور تمام ملک مین ایک عام پریشانی اور سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے، اس وقت اس کی تفصیل سے بحث نہین، یہان صرف اس اثر کو دکھانا ہے جو اقتصادی تباہی نے امریکہ کی خانگی زندگی پر ڈالا ہے، اور پھر تمام ملک کا ذکر نہین بلکہ صرف ایک شہر نیویارک کے حالات مین جو رسالہ لٹریری ڈائجسٹ (۱۲ مارچ ۳۲ء) کے حوالہ سے ناظرین کے سامنے پیش کئے جاتے ہین،

نیویارک امریکہ کا دار السلطنت، اور تمام متمدن دنیا کا اولین شہر ہے، اس کی حالت زار سے امریکہ

کے دوسرے شہروں اور عام ملک کی حالت کا قیاس کیا جاسکتا ہے، نیویارک کی انجمن رفاہ عام (welfare Council) نے اپنے نو سو کارکن غریب گھروں کے حالات دیکھنے پر مامور کیے تھے، ان لوگون نے صرف نیویارک مین تقریباً ساڑھے سات لاکھ غریب خاندانون کی جانچ کی اور اپنی رپورٹ انجمن کے سامنے پیش کی، اس رپورٹ کے مباحث کے عنوانات حسب ذیل ہین:۔

"ہمت و حوصلہ سے محرومی، اور یاس و نا اُمیدی کی زیادتی اکثر سرقہ، قتل اور خودکشی کی حد تک سراسیمگی اور دماغی الجھن،

خود اعتمادی کا فقدان، اور اپنی ناکامی اور فروتنی کا احساس،

جرأتِ طبع اور احساسِ ذمہ داری کا باقی نہ ہونا،

بے مقابلہ اطاعت اور بردباری، کام کی تلاش یا کسی نئی چیز کی کوشش کے لیے ہمت کا باقی نہ ہونا،

روزگار حاصل کرنے کی ضرورت کے خیال کا ہمہ وقت دماغ پر مستولی رہنا،

قانون اور مذہب سے بیزاری، اخلاقی اور روحانی انحطاط،

سوسائٹی، حکومت اور عام طور پر تمام چیزون کے خلاف کلبیت (Cynicism) بغض، عداوت اور بغاوت، افتخار اور خودداری کا فقدان، اپنی ظاہری حیثیت کی طرف سے بے پروائی اور عام بے حسی،

بےچینی اور پریشانیون سے بھاگنے کے لیے لہو و لعب کی طلب جو بالآخر میخواری اور قماربازی کی شکل اختیار کرلیتی ہے، دماغی اور اعصابی ہیجان جو شدید ترددات سے لیکر خطرناک بیماریون تک ترقی کرجاتا ہے،

دوبارہ روزگار حاصل کرلینے کے بعد بھی اس کے جاتے رہنے کا ہمیشہ ڈر لگا رہنا"

آخر مین خلاصہ کے طور پر خانگی زندگی پر بے روزگاری کا اثر یون بیان کیا گیا ہے، "گذشتہ دو سال کے اقتصادی حالات کا نتیجہ یہ ہے کہ خانگی تعلقات پر ضرورت سے زیادہ بار پڑگیا ہے، زن و شوہر اور اولاد و والدین کے رشتے کمزور ہوگئے ہین، خاندانون کا شیرازہ منتشر ہوگیا ہے، وسائل آمدنی شوہر اور باپ سے بیوی اور

بچون یا پبلک کی طرف منتقل ہوگئے ہین، والدین کا اقتدار اپنی اولاد پر باقی نہین رہا، خانگی تربیت کو صدمہ پہنچا ہے، شخصی مشکلات اور خانگی پیچیدگیان نہایت سرعت کے ساتھ بڑھ گئی ہین، اور بے اطمینانی اور بے امنی مین ترقی ہوگئی ہے"

ڈاکٹر لورے (Lowrey) ناظر ادارہ "رہنمائے اطفال" (Institute for Child Guidance) کا بیان ہے کہ اکثر ان مشکلات کو دماغ سے دور کرنے کے لیے لوگون نے میخواری اور قماربازی اختیار کرلی ہے اور جب اس تدبیر سے بھی سکون حاصل نہ ہوا تو پھر گھربار چھوڑ کر کہین نکل گئے، لیکن مشکل اب بھی حل نہ ہوئی، تو بالآخر مجبور ہوکر انھون نے خودکشی کی راہ اختیار کی، چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے قول کے مطابق خودکشی کی رفتار مین نمایان ترقی ہے، اقتصادی دشواریون کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ لوگ سوسائٹی کے موجودہ نظام کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہین اور ہر اُس اجتماعی یا سیاسی مسلک کو قبول کرنے کے لیے تیار ہین جو اس وقت ان کی دستگیری کرے، اور یہی جذبہ ہے جس نے ان لوگون کو موجودہ معاشیاتی نظام سے برگشتہ اور مذہب سے بیزار کر رکھا ہے،

لیکن امریکہ کے بعض اہل نظر اس تاریکی مین بھی روشنی محسوس کر رہے ہین ان کا خیال ہے کہ ملک کی اقتصادی تباہی نے خانگی زندگی پر مفید اثر ڈالا ہے، اور فقر و فاقہ کی سختی نے باہمی تعلقات کو پہلے سے زیادہ مضبوط کردیا ہے، چنانچہ ڈاکٹر الیٹ (Elliott) کا بیان ہے کہ خاندان کے افراد اب پہلے سے زیادہ ایک دوسرے کی مدد کے لیے متوجہ ہو رہے ہین، اگر موجودہ اقتصادی تباہی کا کوئی پہلو خدا کی رحمت خیال کیا جاسکتا ہے، تو وہ یہی ہے کہ اب لوگ باہمی استعانت کی ضرورت زیادہ محسوس کرنے لگے ہین اور سوسائٹی کی فلاح کے لیے ازدواجی اور خانگی زندگی کا وجود ضروری خیال کیا جانے لگا ہے"،

اوپر کے اقتباسات کو پڑھکر یہ بات کتنی روشن ہوجاتی ہے کہ ہم جس ملک کو جنت کا ٹکڑا سمجھتے ہین وہی دوزخ کا نمونہ بھی ہے، اور ہم اس کی ظاہری دلفریبیون کو دیکھکر یہ یقین کرلیتے ہین کہ یہ وہ مسرتگاہ ہے جہان غم کا نام و نشان نہین، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہان کے پر درد دلون کی آہ و بکا، وہان کے عیش و نشاط کے

کی آوازون سے دیگر ہمارے کانون تک نہین پہنچی، حالانکہ قدرت الٰہی وہان بھی اسی طرح کارفرما ہے جس طرح یہان، اور زخمی دلون کی تسکین کا مرہم نہ دولت کی کثرت ہے، نہ عیش و مسرت کی فراوانی بلکہ وہ صرف جد و جہد کی دولت اور قناعت کی مسرت ہے، اور یہی وہ خزانہ ہے جس کی کلید مذہب کے ہاتھون مین ہے،

ڈنمارک مین پہلوی مخطوطات،

"ع ز"

آج ڈنمارک سے ہندوستان یا ایران ایک ہفتہ کا راستہ ہے، لیکن گذشتہ صدی مین کوپن ہیگن (دارالسلطنت ڈنمارک) سے بمبئی یا یزد پہنچنے مین مہینون صرف ہوجاتے تھے، باوجود اس کے علماے ڈنمارک اس زمانہ مین بھی اس خیال سے یزد اور بمبئی کا سفر اختیار کرتے تھے کہ یہ مقامات اُن کے نزدیک پارسی علوم کا گہوارہ تھے،

پارسیون کے قدیم مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کا اتنا شوق انھین غالباً فرانسیسی فضلاء کے تذکرون کو پڑھکر پیدا ہوا، ریزمس راسک (Rasmus Rask) سنہ ۱۸۱۶ء اور سنہ ۱۸۲۳ء کے درمیان ہندوستان آیا تھا، خوش قسمتی سے اُسے اوستی اور خصوصاً پہلوی مخطوطات کی ایک بڑی تعداد دستیاب ہوگئی جسے اس نے خرید لیا، اسکے بعد اسکا ہموطن وسٹر گارڈ (westergaard) سنہ ۱۸۴۱ء اور سنہ ۱۸۴۴ء کے درمیان آیا، وسٹر گارڈ اپنے پیشرو سے کہین زیادہ دلیر تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حصول مقصد یعنی مذہبی تحقیق و تفتیش کی غرض سے کتابین فراہم کرنے کے لیے ناجائز دباؤ سے بھی کام لیا، ان دونون نے اپنے حاصل کردہ پہلوی مخطوطات کوپن ہیگن کے کتب خانہ کو دیدئے، یہان اہل علم برابر ان مخطوطات کے اقتباسات اس غرض سے لیتے رہتے تھے کہ دوسرے نسخون کی تصحیح کرلین، بالآخر مستشرقین کی جو کانگرس سنہ ۱۹۱۲ء مین ایتھنز مین منعقد ہوئی اس مین یہ طے پایا کہ چونکہ ان مخطوطات کی مانگ برابر رہتی ہے اس لیے اُن کے عکسی نسخے شائع کردیئے جائین،

اس تجویز پر عمل ہونے مین جنگ عظیم کے باعث تاخیر ہوئی، آج ڈنمارک مین دنیا کے اور ملکون کی نسبت اقتصادی مشکلات کا اثر کم نظر آتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ وہان سے تقریباً بیس اہم پہلوی رسالون کے

عکسی نسخے ایک شاندار جلد مین "پہلوی مخطوطات، ک (۲) وک (۲۰) ب" کے عنوان سے شائع ہوگئے ہین، مقدمہ ڈاکٹر کرسٹنسن (Dr. Christensen) کے قلم سے ہے جو کوپن ہیگن یونیورسٹی مین ایرانی لسانیات کے پروفیسر ہین اور تیس سال سے زیادہ سے مختلف زبانون مین ایرانی آثار عتیقہ پر روشنی ڈال رہے ہین،

ڈاکٹر کرسٹنسن کی کتاب "ساسانی تہذیب و تمدن" اپنی بیش قیمت معلومات کے لحاظ سے ایک بلند پایہ تصنیف ہے، صفائی اور سلاست اس کتاب کی امتیازی خصوصیات ہین، ڈاکٹر موصوف انگریزی یا فرانسیسی جس زبان مین بھی لکھتے ہین عبارت صاف اور سلجھی ہوئی ہوتی ہے، اس مضمون سے متعلق صرف ایک کتاب اس سے پہلے لکھی گئی ہے یعنی ڈاکٹر بارتھالومے (Dr. Bartholomae) کی مرتب کی ہوئی اُن ایرانی تصنیفات کی فہرست جو کوپن ہیگن کے کتب خانہ مین موجود ہین، ڈاکٹر بارتھالومے کی کتاب مین مخطوطات کے جو اقتباسات اور بیانات ہین، اُن سے تقریباً وہ تمام معلومات حاصل ہوجاتے ہین جو مطبوعہ نسخون سے ہم پہنچتے ہین، امید ہے کہ "پہلوی مخطوطات" کی جو جلدین آیندہ شائع ہونے والی ہین اُن مین ڈاکٹر کرسٹنسن ان مضامین کو تفصیل کے ساتھ بیان کرینگے جنکا ذکر اپنے مقدمہ مین محض اجمالی طور پر کر کے انھون نے ناظرین کو مشتاق بنا دیا ہے،

پہلوی زبان جو ساسانی عہد مین رائج تھی اب بھی تمام ایرانیون پر ویسا ہی دلکش اثر رکھتی ہے اور یہ اثر اُن انکشافات کی وجہ سے اور زیادہ بڑھ گیا ہے، جو ساسانی تہذیب و تمدن سے متعلق غیر متوقع طور پر ہوئے ہین، کوپن ہیگن یونیورسٹی کا یہ کارنامہ یورپ، ہندوستان، اور ایران کے اہل علم کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا اور "پہلوی مخطوطات" کا یہ عکسی نسخہ اُن لوگون کی راہ مین بہت کچھ سہولتین پیدا کردیگا جو ایران کی قدیم ادبی یادگار سے واقفیت حاصل کرنی چاہتے ہین،

(بمبئی کرانکل ہفتہ وار) "ع ز"

موت کی نسبت اہل جاپان کے عقائد،

بدھ مذہب کے آنے سے پہلے جاپان مین تجہیز و تدفین کا کوئی خاص طریقہ نہ تھا، قدیم

تاریخون سے معلوم ہوتا ہے، کہ پرانے زمانہ مین مُردون کو بغیر کسی ادائے رسم کے سمندر مین ڈال دیتے تھے، یا پہاڑون مین دفن کردیتے تھے، لیکن بدھ مذہب جب جاپان مین داخل ہوا تو اپنے ساتھ تجہیز وتدفین کا ایک باقاعدہ نظامِ رسوم بھی لایا،، اور اس وقت سے یہی مراسم تمام ملک مین بالعموم رائج ہوگئے، اگرچہ دفن کے قدیم جاپانی اور چینی طریقے اب بھی کسی حد تک باقی رہ گئے، چنانچہ جاپان کے شاہی خاندان اور امرا مین وہی قدیم طریقے اب تک جاری ہین،

بدھ مذہب کی تجہیز وتدفین کے بنیادی اصول ایک قدیم مذہبی قول مین اس طرح بیان کئے گئے ہین :۔

"گرم پانی سے غسل دو، سوتی کپڑے کا کفن پہناؤ، لاش کو ایک سنہرے تابوت مین رکھو،، اس پر خوشبودار تیل چھڑک کر خوشبودار مصالحون سے چھپادو،، اس کے بعد آگ مین جلاؤ اور ہڈیون کو جمع کرکے ایک بُرج مین رکھ دو"

اس ہدایت کے بموجب پہلے مُردون کو گرم پانی سے غسل دیا کرتے تھے اور یہ گذشتہ زمانہ مین تجہیز وتدفین کی ایک اہم رسم تھی، لیکن یہ رسم شہرون مین اب فنا ہوگئی ہے، البتہ بعض اضلاع مین ابھی تک باقی ہے، سفید سوتی کپڑے کا کفن اب بھی پہناتے ہین نہ صرف اس لیے کہ مذہبی حکم ہے بلکہ طہارت اور صفائی کے خیال سے بھی پہلے قیمتی اشیا، اور لباس بھی لاش کے ساتھ دفن کردیتے تھے، لیکن اب ایسا نہین کرتے، دیہات کے لوگ تانبے کے سکّے یا ایک کاغذ کے ٹکڑے پر اُن سکون کا خاکہ کھینچ کر تابوت مین رکھ دیتے ہین، ان لوگون کا عقیدہ ہے کہ دریائے سنزو (Sanzu) اس دنیا اور بہشت کے درمیان حایل ہے، اور یہ سکّے اسی کو عبور کرنے کے محصول کے لیے چاہئین، چونکہ اُن کے نزدیک بہشت کی مسافت بہت طویل ہے،، اس لئے مسافرِ عدم کے لیے تابوت مین پیال کی جوتیان اور ایک مضبوط ڈنڈا بھی رکھ دیتے ہین،

بدھ مذہب کے مروجہ عقائد کے مطابق اہل جاپان کا یہ خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان فوراً ہی [illegible]سری دنیا مین نہین پہنچ جاتا بلکہ اس درمیانی حالت مین رہتا ہے جو دنیا اور آخرت کی زندگی کے [illegible]ین ہے، اس حالت مین نہ اُسے مردہ کہہ سکتے نہ زندہ، وہ موت اور زندگی کے درمیان ہوتا ہے، [illegible] عقیدہ کے بموجب اُسے دنیاوی زندگی سے بالکل خارج نہین سمجھا جاتا، اگرچہ اس کی لاش دفن [illegible]یجاتی ہے، یا جلادی جاتی ہے، تاہم ہر روز اس کی رُوح کے سامنے غذا پیش کیجاتی ہے، اور یہ [illegible]جاتا ہے کہ روح جب تک اس درمیانی حالت مین رہتی ہے کھاتی پیتی ہے،

مردہ کے اسی درمیانی قیام کے دوران مین "قاضیِ اعظم" فیصلہ کرتا ہے کہ وہ جنت مین بھیجا جائیگا [illegible]وزخ مین، لیکن اس فیصلہ سے پہلے دس محتسب یکے بعد دیگرے اس کے تمام اعمال حسنہ وقبیحہ کی [illegible]یح کرتے ہین، اور بالآخر وہ جس نتیجہ پر پہنچتے ہین اُسی کے مطابق مرنے والے کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا [illegible] اس درمیانی زمانہ مین وہ دراصل موت اور حیات کے بین بین ہوتا ہے، کیونکہ عقیدہ یہ ہے کہ [illegible] دوران مین اُسے سات بار دنیا مین واپس آکر پھر مرنا پڑتا ہے، اور ساتوین بار مرنے کے بعد تب کہین [illegible] کا تعلق دنیا سے ہمیشہ کے لیے منقطع ہوتا ہے،

چونکہ یہ لوگ مسئلۂ تناسخ کے قائل ہین اس لیے رُوح کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ یہ کبھی فنا [illegible]ین ہوتی، بلکہ مختلف شکلین اختیار کرتی رہتی ہے، اس امر کا فیصلہ کہ دنیاوی موت کے بعد روح کونسی [illegible] اختیار کرے گی، "قاضیِ اعظم" کرتا ہے، جب وہ اُن دس محتسبون کی شہادتون پر غور کرلیتا ہے،

اوپر کہا جاچکا ہے کہ مردہ کو سات بار مرنا پڑتا ہے، یہ موتین ایک ایک ہفتہ کے وقفہ کے بعد [illegible]ین، پہلی بار جب کوئی مرتا ہے تو تجہیز وتکفین کے بعد اس کی لاش دفن کردیجاتی ہے یا جلا[illegible]ی جاتی ہے، لیکن اس کی رُوح گھر ہی مین رہ جاتی ہے، ساتوین روز وہ دوبارہ مرتا ہے، چودہوین [illegible] پھر مرتا ہے، اسی طرح سات ہفتہ تک ہفتہ وار مرتا رہتا ہے، یہان تک کہ ساتوین موت کے بعد

وہ اس دنیا سے بالکل رخصت ہو جاتا ہے،

آیندہ زندگی مین روح کی مسرت کے لیے متوفی کے پسماندون کی دعائین اور نذرین بہت مؤثر خیال کیجاتی ہین، ساتوین موت کے بعد ممکن ہے کہ وہ کسی دوسرے مرد یا عورت، یا کسی جانور، چڑیے یا کیڑے کی شکل مین پھر پیدا ہوا ان مین سے جس شکل مین بھی وہ دوبارہ آئے اس کے اہل خاندان اور احباب کی دعائین اور عبادتین اس کی روح کو مسرور کرتی ہین، اگر اس کی دوسری زندگی تکلیف و مصیبت کی زندگی ہے، تو یہ دعائین اور عبادتین اس تکلیف و مصیبت کو دور کر کے ایک بہتر حالت پیدا کر دیتی ہین،

(بمبئی کرانکل، ہفتہ وار)

"ع ز"

الفاروق

یعنی حضرت فاروق اعظمؓ کی لائف اور طرز حکومت صحابہؓ کے فتوحات، طریقۂ حکومت، عراق و شام و مصر اور ایران کے فتح کے واقعات، حضرت عمرؓ کی سیاست، اخلاق، زہد، عدل اور اسلام کی عملی تعلیم کا شاندار منظر، مولانا شبلی کی یہ بہترین تصنیف سمجھی جاتی ہے، اگرچہ مسخ شدہ صورت مین معمولی کاغذ پر اس گران پایہ کتاب کے بیسیون اڈیشن فروخت ہو رہے ہین، مگر اہل نظر کو ہمیشہ اس کے اعلیٰ اڈیشن کی تلاش تھی، مطبع معارف نے نہایت اہتمام اور سعی بلیغ سے اس کا نیا اڈیشن تیار کرایا ہے، جو حرف بحرف نامی پریس کانپور کی نقل ہے، نہایت عمدہ کتابت، اعلیٰ چھپائی، عمدہ کاغذ، دنیائے اسلام کا رنگین نفیس نقشہ، مطلا ٹائیٹل، ضخامت ۳۱۲ صفحے قیمت للعہ،

"مینیجر"

اخبار علمیہ

چین کی خفیہ انجمنین

اسٹیٹسمین کی ایک قریبی اشاعت مین مسٹر سملے روڈس (Semley Rhodes) کا جو حال مین چین سے واپس آئے ہین ایک مضمون شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان خفیہ انجمنین کس کثرت سے ہین اور کتنا اثر رکھتی ہین، مسٹر روڈس کا بیان ہے کہ چین مین سیکڑون ہزارون خفیہ انجمنین ہین جو بڑے بڑے شہرون سے لیکر چھوٹے چھوٹے دیہاتون تک تمام ملک مین پھیلی ہوئی ہین اور چین و جاپان کی موجودہ جنگ مین حصہ لے رہی ہین ان انجمنون کے ارکین کی تعداد لاکھون سے متجاوز ہے، ان مین سے بعض انجمنین خالص حربی ہین، بعض خالص سیاسی اور بعض محض تجارتی، لیکن یہ سب نہایت طاقتور ہین، اور انکی خفیہ شاخین ایسے مقامات مین پھیلی ہوئی ہین جہان ان کے وجود کا شبہ بھی نہین ہوتا، ان انجمنون کی وسعت رکنیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ہونان (Honan) کے ایک صوبہ مین ایک انجمن کے جسکا نام "سرخ نیزے" ("Red Lances") ہے ممبرون کی تعداد تقریباً پانچ لاکھ ہے، انجمن کے داخلہ کی تقریب عجیب و غریب رسمون کے ساتھ برتی جاتی ہے، اور ممبرون کو پورا یقین ہوتا ہے کہ ان رسوم کی ادائگی کے بعد وہ ہر طرح کے خطرون سے بالکل محفوظ ہو جائین گے، یہ لوگ گنڈے اور تعویذ پہنتے ہین اور دل سے اس بات پر یقین رکھتے ہین کہ ان چیزون کے استعمال سے گولی اور برچھی کا اثر نہ ہوگا، ظاہر ہے کہ اپنی حفاظت کا ایسا پختہ یقین ان پانچ لاکھ آدمیون کی شجاعت و دلیری پر کتنا زبردست اثر ڈالتا ہوگا، ایسی انجمنین ملک کے ہر گوشہ مین پھیلی ہوئی ہین اور اپنے اپنے مقاصد کے ماتحت کام کر رہی ہین، لیکن ایسے

اوقات بھی ہوتے ہیں جب یہ سب کسی ایک مشترک مقصد کے لیے اٹھ کھڑی ہوتی ہیں، اور اگر چین کی موجودہ حالت میں تمام انجمنیں متفقہ طور پر ملک کی مدد کے لیے تیار ہو جائیں تو پھر دنیا دیکھ لیگی کہ جو اتحاد وہاں کی پشتوں سے مفقود تھا اس کے رونما ہونے کا وقت بہت قریب آگیا ہے،

ہلاکت آفرینی کا ایک جدید شاہکار

مسٹر سٹر بارلو (Lester P. Barlow) امریکہ کے مشہور انجینیر نے گولہ باری کی ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جس کی ہلاکت آفرینی کے سامنے بڑے سے بڑے آلاتِ حرب کی بھی کچھ وقعت نہ رہ جائے گی، اگر موجد کا دعویٰ صحیح ہے تو اس مشین سے ایک ہزار میل تک کے تمام شہر اور انکی آبادیاں چوبیس گھنٹے کے اندر نیست و نابود کر دیجا سکتی ہیں، یہ پے در پے پندرہ ہزار گولے برسا سکتی ہے اور ہر گولہ میں دو سو پونڈ (تقریباً ڈھائی من) آتش انداز گیس ہوتی ہے، یہ ریڈیو کے ذریعہ سے چلائی جاتی ہے، اور اسکی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس کے چلانے والے جنکی مجموعی تعداد پانچ ہزار ہے خود خطرہ سے بالکل محفوظ رہتے ہیں، یہ ایجاد امریکہ کے چار ممبران سینٹ کے سامنے جنسے رازداری کا حلف لے لیا گیا ہے پیش کیجائیگی، اس کے قابل عمل ہونے میں موجد کو ذرا بھی شبہہ نہیں ہے، کیونکہ اس نے پورے طور پر تجربہ کر لیا ہے اور اب صرف اسی قدر رہ گیا ہے کہ کانگرس خود اس کا ملاحظہ کرے۔

موت و ہلاکت کا یہ بے نظیر آلہ جو قیامت برپا کر سکتا ہے اس کا اندازہ سطور بالا سے ہو گا، لیکن اس قیامت پر قیامت یہ ہے کہ خود صاحب ایجاد کے نزدیک اس کا مقصد جدال و قتال نہیں بلکہ صلح و امن ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ "میں جنگ کو ختم کر دینا چاہتا ہوں اور میری ایجاد اسے ختم کر دے گی، میں اپنی ایجاد کا انعام دولت یا عزت کی شکل میں نہیں چاہتا، میرا انعام صرف یہ ہو گا، کہ تمام دنیا میں امن قائم ہو جائے"۔ ظاہر ہے کہ جو "امن" اس طرح وہاں توپ سے کیا جائے گا اس کے اثر سے کون انکار کر سکتا ہے؟

ماہتاب تک سفر چھ روز میں

پروفیسر جان اسٹورٹ (John Q. Stewart) پرنسٹن یونیورسٹی نے کتاب موجودہ سائنس

("Science Today") کے ایک مقالہ میں بیان کیا ہے کہ سو برس کے عرصہ میں ہمارے بعد آنے والی نسلیں ماہتاب تک سفر کرنے لگیں گی، پروفیسر موصوف پیشین گوئی کرتے ہیں کہ سنہ ۲۰۳۰ء سے قبل یہ سفر ایسے طیاروں میں جو بان کے زور سے اڑینگے تقریباً چھ روز میں طے ہو جائیگا، اس کے لیے ضروری ہے کہ ایک ایسا طیارہ بنایا جائے جو کئی میل فی سکنڈ کی رفتار سے پرواز کرے، موجودہ ہوائی جہازوں کی ترقی رفتار اگر جاری رہی تو پروفیسر اسٹورٹ کا خیال ہے کہ ماہتاب کے سفر میں جو مشکلیں بھی پیش آئنگی سائنس انھیں حل کر لیگی، چنانچہ وہ لکھتے ہیں، "جہاں تک معلوم ہے زمین سے ماہتاب تک سفر کے لیے "آسمانی بان" (Sky rocket) ہی کی تدبیر واحد موزوں تدبیر ہے، اسمیں شبہہ نہیں کہ آیندہ دس بیس برس کے اندر ایسی پرواز ناممکن ہے، ایک بڑی دقت یہ ہے کہ اس کے لیے انجن میں جتنی زیادہ طاقت پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ کسی معلوم گیس سے حاصل نہیں ہوتی، ایسی طاقت پیدا کرنے والے گیس کی تیاری معمولی انجنیری کی استعداد سے باہر ہے، اس کے لیے علم طبیعیات میں بنیادی تحقیقات کی ضرورت ہے"۔ جو جہاز اس سفر کے لیے تیار کیا جائے گا اس کے مصارف کا تخمینہ پروفیسر موصوف نے دو ارب ڈالر لگایا ہے، لیکن ہمارے پروفیسر کی پرواز ماہتاب ہی تک ختم نہیں ہو جاتی، ان کا خیال ہے کہ یہ "صرف ایک قدم" اور ایک ابتدائی منزل ہے اس "فلک پیمائی" کی جو انسانی حوصلہ سے ظہور پذیر ہونے والی ہے،

شہتوت کے درخت سے کاغذ کی ایجاد

جاپان میگزین کی اطلاع ہے کہ ڈاکٹر کاواس (Kawane) پروفیسر زراعت امپیریل یونیورسٹی ٹوکیو (جاپان) نے شہتوت کے درخت سے کاغذ تیار کر لیا ہے، پروفیسر موصوف کا بیان ہے کہ اس سے قبل بھی جاپان میں شہتوت کے درخت کی چھال کاغذ بنانے میں استعمال کیجاتی تھی لیکن چھال کو درخت سے علحدہ کرنے میں بہت دقت پیش آتی تھی اور وقت بھی زیادہ صرف ہوتا تھا، یہی باتیں اسکی کامیابی میں ایک بڑی حد تک مانع تھیں، ڈاکٹر کاواس نے ان مشکلات کو پیش نظر رکھکر نہ صرف چھال کو استعمال کیا بلکہ درخت کے تنے اور شاخوں سے بھی کاغذ بنانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے، یہ کاغذ بہت چمڑا اور مضبوط ہوتا ہے اور اگرچہ ابھی بالکل سفید

نہین ہوتا تاہم امید ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد نہایت سفید بھی تیار ہونے لگے گا، اس وقت اس پر اعلیٰ درجہ کی طباعت بھی ہو سکیگی اور جاپانی طباعت مین ایک نادر تجدید و اصلاح ہو جائیگی،

قدیم رومن مختصر نویسی،

حال کے ایک اثری انکشاف سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ مختصر نویسی دراصل قدیم رومیون کی ایجاد ہے، جینو میلینو (Gino Mazza) نے ایک فاضلانہ مقالہ مین ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح سے دو سو سال قبل مختصر نویسی رومیون مین کثرت سے رائج تھی، سلطنت رومہ کی تباہی کے بعد اس فن کا استعمال جاتا رہا، لیکن زمانہ حال کی تجارتی ضرورتون نے اسے پھر زندہ کیا، جینو میلینو نے تحقیق کر کے رومن مختصر نویسی کے تمام حروف تہجی معلوم کئے ہین، یہ حروف موجودہ مختصر نویسی کے حروف سے بہت کچھ ملتے جلتے ہین، حضرت مسیح سے کئی صدی قبل جب رومہ کی سلطنت دنیا کے ہر حصے مین پھیل رہی تھی سرعت تحریر کی ضرورتون نے یہ فن ایجاد کیا تھا، اور رومن تجارتی کمپنیون نے اسے استعمال کرنا شروع کر دیا، قدیم تحریرون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کمپنیون کے اکثر حسابات و خطوط انہی مختصر حروف مین ہوتے تھے،

پوپ کی خدمت مین چند نادر ہدایا،

جماعت فرنسسکن سسٹرس آف میری (Franciscan Sisters of Mary) کی مادر عظمیٰ (MOTHER GENERAL) نے پوپ کی خدمت مین انکی ایک تصویر پیش کی ہے جو چاول کے ایک دانہ پر کندہ ہے اور اسقدر چھوٹی ہے کہ صرف خوردبین کی مدد سے نظر آسکتی ہے، یہ تصویر چین کے ایک نو عیسائی مصور کے کمال فن کا نمونہ اور اس کے جوش عقیدت کا نتیجہ ہے، اسکے علاوہ جاپان کے ایک معتقد نے ایک ریشمی کپڑا بھیجا ہے جسے خود ریشم کے کیڑون نے بنا ہے، یہ کیڑے ایک چھوٹے میز پر رکھدیئے گئے تھے اور جب انھون نے ریشم کاتنا شروع کیا تو انھین ایک لکڑی کے ذریعہ سے اسطرح حرکت کرنے پر مجبور کیا گیا کہ ساتھ ہی ساتھ کپڑا بھی بنتا گیا، دوسرے ہدایا مین، ایک خوبصورت نوبس کے آلہ تھی، انسانی کے ریشوں سے بنا ہوا، انھین رودوزی کا کام جو جزیرہ فلپائن کی صنعت ہے، اور تبت کا ایک ناقوس جس سے بودھ مذہب والون کو مذہبی رسوم کی طرف بلایا جاتا تھا، "ع ز"

ادبیات

نالہ شبانہ مزمل

از جناب نواب سر محمد مزمل اللہ خان بالقابہ سابق وزیر داخلیہ صوبہائے متحدہ،

جناب نواب سر محمد مزمل اللہ خان، بالقابہ کی ذات مین اللہ تعالےٰ نے جو خوبیان ودیعت رکھی ہین ان کا علم وقتاً فوقتاً اہل ملک کو ہوتا رہا ہے، مگر انکی خبر شاید بہت کم لوگوں کو ہو کہ موصوف کو فارسی شاعری سے اس حد تک لگاؤ اور مناسبت ہے کہ وہ خاصی ضخامت کے ایک فارسی دیوان کے مالک ہین جس مین قصائد غزلیات اور رباعیات سب کچھ ہین، ابھی حال کی ایک ملاقات مین انھون نے اپنا فارسی دیوان دکھایا اور جستہ جستہ اپنا کلام سنایا اس لطف سخن سے ناظرین معارف کو بھی متمتع کرنے کی غرض سے، ذیل مین ایک قصیدہ وقف اشاعت کیا جاتا ہے،

اے دوستان سرے بہ پریشان خیالیم ۔۔۔ گوشے خدائے را بہ بیان ملالیم
یکچند بیش نیست کہ تا شعر گفتہ ام ۔۔۔ ہرگز نہ کہنہ مشقم و نے دیر سالیم
حاشا کہ لاف شعر و بلاغت مرا سزد ۔۔۔ فردوسیم نہ سعدیم و نے ہلالیم
گستاخم از مثال نہ پیشینیان نیم ۔۔۔ باللہ کہ من نہ شبلی و نے داغم نہ حالیم
من کیستم چہ کارہ ام و تا چہ بودہ ام ۔۔۔ حیرانم از خرابی و آشفتہ حالیم
نے پیشوائے خلقم و نے مقتدای قوم ۔۔۔ نے فخر رازیم نہ امام غزالیم
نے رند میگسارم تا ہائے و ہو کنم ۔۔۔ نے محتسب کہ مست کند گوشمالیم
نے زاہدم کہ سبحہ و سجادہ آورم ۔۔۔ نے صوفیم کہ سر بود از حال و قالیم

نے شیرِ گرسنہ کہ زآزارِ خلق سیر	آمادۂ فریب نہ چون شیرِ قالیم
نے چون جنابِ شیخ ثنخت مآب تند	نے بے وقار و مبتذل و لاأبالیم
نے پُر چو بطن زاہدم از خوانِ اغنیا	نے گوشِ خلق کر کنم و کوس خالیم
نے مُدّعیِ جاہم و نے مدعائے خلق	نے تنگ دستم و نہ چو سرکار عالیم
نے شکوہ از جہالت و نافہمیم بود	نے فخر بر سخنوری و خوشِ مقالیم
بیچارہ سر بجیبِ ندامت فگندہ ام	بارِ گناہ بر سر و جان انفعالیم
از دست بردِ نفسِ عجب پاشکستہ ام	بیزار از حیاتم و از جان ملالیم
چوگانِ نفس گوئے دلم را بضربِ تند	گاہے جنوبیم کند و گہ شمالیم
دیو لعین نفس مرا کردہ سحر بند	اے ولے او مقدّم و من ہمچو تالیم
اے وقت تمام جہان رحمتے مین	للہ داروئے پئے آشفتہ حالیم
تا چند سر بپائے خاتم کنم بعجز	یا مصطفےٰ اخلاص کن از پائے مالیم
فرقا کہ گلیم تو مطبوع احمد است	حاشا کہ حاجتے بود از شال و قالیم

نالۂ حسرت

از سید الشعرا فضل الحسن حسرت موہانی،

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا	شغل بے کار ہین سب انکی محبت کے سوا
حشر مین تاب جہنم سے مفر اور کہان	اہلِ عصیان کو ترے سایۂ رحمت کے سوا
علم و حکمت سے جنھین شوق ہوا مین نادم	کچھ نہین فلسفۂ عشق مین حیرت کے سوا
سب سے منہ موڑ کے راضی ہین تری یاد سے ہم	اس مین اک شان فراغت بھی ہے راحت کے سوا
عقل حیران ہے اسے جان ذبان راز ترا،	کون سمجھے دلِ دیوانۂ حسرت کے سوا

آثارِ عتیقہ

آرکاٹ کا گورِ غریبان

شمالی مدراس مین آرکاٹ کی اسلامی ریاست نے گو کوئی بڑی عمر نہین پائی، تاہم اس دور دراز خطۂ ہند مین اسلامی علوم و فنون و تمدّن کی ترقی مین اس نے اچھا خاصہ حصّہ لیا، مولنا عبد العلی بحر العلوم جس درسگاہ کے مدرّس اعظم ہون، انکی عظمت و جلال کا اندازہ بآسانی کیا جاسکتا ہے، فارسی اور اردو کے بہت سے شعراء، اور علماء و فضلا کی بہت بڑی تعداد اس کے سایہ مین آرام کرتی تھی، مگر بالآخر انگریزون اور فرانسیسیون کی جنگ مین وہ بالکل برباد ہوگئی،

۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء کو جب مین مدراس کے سفر مین تھا آرکاٹ کی زیارت کو گیا، دیکھکر افسوس ہوا کہ اس عظیم الشان دار الامارت مین اب صرف کھنڈرون کی چند چار دیواریون کے سوا کچھ نہین، کہین ایک دو مسجدون کا نشان ہے، کہین ایک دو قبرون کا، یا ادھر اودھر چند ٹوٹی پھوٹی دیوارین ہین،

کے بعض ا بہرحال اس کے گورِ غریبان مین صرف دو مسافرون کی قبرین ایسی نظر آئین، جن پر کتبہ تھا، ان

مواعظ از نعادت اللہ خان کا نام تھا، اور دوسری پر تلمسان واقعہ شمالی افریقہ کے قاضی کا،

چھوٹی قیمت اس عظیم الشان منظر پر ذرا عبرت کی نگاہ ڈالو کہ کہان شمالی افریقہ کا دور ترین شہر نواب صدر یار کہان شمالی ہندوستان کی دور ترین آبادی، آرکاٹ! اور پھر مسلمانون کی اس

علمی دشت نوردی کے ذوق و شوق کو دیکھو کہ وہ کبھی تلمسان سے چل کر آرکاٹ کے کھنڈرون مین آکر دم لیتے تھے، سچ ہے،

ہیچگہ ذوقِ طلب از جستجو بازم نہ داشت
دانہ می چیدم من آن روزے کہ خرمن داشتم

"سلیمان"

مقبرۂ آرکاٹ کا پہلا کتبہ

ابر رحمت سعادت اللہ خان — آنکہ او بُد درین زمانہ ولی،
گفت سالِ وفاتِ او ہاتف — یافت جنت زبندگی علی
سنہ ۱۱۳۴ھ

دوسرا کتبہ

رحلت قاضی شیخ محمد تلمسانی

تلمسانی کہ سینہ اش در علم — ہمچو بحرِ محیط می زد جوش
علم او بود با عمل مقرون — عملش با خلوص ہم آغوش
وادریغا کہ شد ز صرصرِ مرگ — شمعِ جانِ منورش خاموش
خواستم سالِ رحلتش از عقل
رضی اللہ عنہ گفت سروش
سنہ ۱۳۰۱ھ

مطبوعات جدیدہ

صراطِ مستقیم، مترجمہ مولنا عبدالرزاق ملیح آبادی، حجم ۲۳۲ صفحے، تقطیع چھوٹی، کاغذ اور لکھائی چھپائی اوسط درجہ، قیمت عمر، پتہ:- ہند بک ایجنسی نمبر ۳۰۲ بوبو سرکلر روڈ کلکتہ،

مولنا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے سلسلۂ تالیفات کو اُردو مین منتقل کرنے کی جو مفید خدمت انجام دے رہے ہین، اس سلسلہ کی جدید کڑی "صراط مستقیم" ہے، یہ شیخ الاسلام کی جلیل القدر کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم فی مجانبۃ اصحاب الجحیم" کا ایک ملخص ترجمہ ہے، اس کتاب کا موضوع اگرچہ کفار کے مذہبی تہوارون وغیرہ مین مسلمانون کی شرکت کے عدم جواز کو دکھانا ہے، لیکن اسی سلسلہ مین شیخ الاسلام نے اپنی تحریک ردِ بدعت کے مباحث بھی بہ تفصیل درج کئے ہین، جنمین نذر و نیاز، عرس، اور قبر پرستی وغیرہ پر اسلامی تعلیمات کے رو سے روشنی ڈالی گئی ہے، مترجم نے ابتدا مین ایک دیباچہ اور جابجا اپنے حواشی لکھ کر کتاب کو دورِ حاضر کی ضروریات کے مطابق بنا دیا ہے، لیکن اس موقع پر ہمین افسوس سے یہ بھی کہنا پڑتا ہے، کہ جس طرح دورِ حاضر مین علمائے سوٗ اور متصوفین افراط و تفریط مین پڑکر صراطِ مستقیم سے الگ ہو رہے ہین، اسی طرح ہمارے دورِ حاضر کے صلاح کارانِ اُمت بھی جادۂ اعتدال پر قائم نظر نہین آتے، اور یہی وجہ ہے کہ ہمین مترجم کے دیباچہ کے بعض اجزا، اور بعض حواشی سے اتفاق نہین ہے،

مواعظ از نواب صدر یار جنگ مولنا حبیب الرحمن خانصاحب شروانی، حجم ۱۶ صفحے، تقطیع چھوٹی، قیمت ۱؍، پتہ:- انجمن اسلامیہ جڑچرلہ محبوب نگر (دکن)

نواب صدر یار جنگ مولنا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے اپنے زمانۂ قیام حیدرآباد مین بعض

اسلامی انجمنوں میں مواعظ بیان فرماتے تھے، انہی کے خلاصے رسالہ کی شکل میں "مواعظ" کے نام کو شائع کئے [illegible]

آداب والدین از جناب حاجی محمد خلیل صاحب انصاری مہتمم صدر دفتر ریاست جاورہ

ناشر انجمن رفیق الاسلام گوڑگانوہ (پنجاب) حجم ۶۴ صفحے تقطیع مختصر لکھائی چھپائی ناقص،

انجمن رفیق الاسلام گوڑگانوہ (پنجاب) وقتاً فوقتاً مختصر رسالے شائع کرکے، ان کو مسلمانوں میں مفت تقسیم

ہے، اس رسالہ میں مسلمانوں کو والدین کے حقوق بتائے گئے ہیں، محصولڈاک بھیجکر انجمن سے مفت طلب کیا

نیچریت ترجمہ مقالہ مرحوم سید جمال الدین افغانی از مولوی عبدالحنان صاحب ناشر منیجر کتبخانہ

تصفیہ لاہور، حجم ۶۲ صفحے، تقطیع چھوٹی، لکھائی چھپائی اوسط درجہ قیمت ۶/

آج تیس چالیس برس پیشتر جب مسلمانان ہند کے خیالات، معتقدات اور تعلیمات میں اصلاح کا

جاری تھا، تجدید پسند جماعتوں کو "نیچری" اور ان کے معتقدات کو "نیچریت" سے موسوم کرنے لگے تھے، لیکن یہ

ان الفاظ کا جا و بیجا استعمال ہو رہا تھا، وہاں یہ بھی حقیقت تھی کہ ایک جماعت یورپ کی مادہ پرستی کی تقلید میں

اپنے جادۂ اعتدال پر قائم نہیں رہی تھی، اور یہ حالت نہ صرف ہندوستان بلکہ عام عالم اسلامی کی تھی، علامہ سید

جمال الدین افغانی نے اسی مؤخر الذکر جماعت کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا، اور عالم اسلامی میں اپنی تحریک اصلاح

و تجدید سے اس بے راہروی کو روکا، پیش نظر رسالہ "نیچریت" انہی اصلاحی کوششوں کی ایک کڑی ہے اس رسالہ

میں اولاً عہد قدیم سے مادہ پرستی کے ظہور و نتائج کو دکھایا گیا ہے، اور اس سلسلہ میں "مادہ پرستی کی ابتدا،

اجتماع انسانی کے ضروریات ستہ اور نیچریت سے تمدن کی تباہی" بیان کی ہے، پھر مختلف ممالک یونان،

فرانس، اور ترکی میں نیچریوں کی تباہ کاریاں دکھائی گئی ہیں، اور آخر میں "نیچریوں کے موجودہ فرقے" کے زیر

عنوان اپنے عہد کے خیالات پر روشنی ڈالی ہے، دور حاضر میں جب کہ یہی نیچریت یورپ زدگی و مغرب پرستی کے

کے رنگ میں نمایاں ہو رہی ہے، ضرورت ہے کہ اس رسالہ کی عام طور پر اشاعت کیجائے،

حالات حضرت جان اللہ شاہ، از مولوی محمد عبدالوہاب صاحب عندلیب،

حجم ۲۲ صفحے، کاغذ اور لکھائی چھپائی ناقص، قیمت درج نہیں، پتہ:- دفتر رسالہ واعظ حیدرآباد، دکن،

حضرت جان اللہ شاہ رحمہ اللہ متوفی ۱۱۹۳ھ اپنے عہد میں سلسلۂ قادریہ کے باکمال مشائخ میں تھے،

مولوی عبدالوہاب صاحب عندلیب نے نواب صدریار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی کے ارشاد کے

مطابق کتاب مرآۃ الجمال کے قلمی نسخہ سے موصوف کے حالات زندگی اخذ کرکے اردو میں مرتب کئے ہیں،

تاریخ امریکہ، از مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا بی اے ال ال بی، وکیل غازی آباد، حجم ۲۰۶ صفحے،

کاغذ اور لکھائی چھپائی اوسط درجہ، قیمت:- عـ۸ر پتہ:- منیجر صاحب دار الاشاعت غازی آباد،

اردو میں امریکہ کی یہ پہلی مستقل تاریخ ہے، جو اولاً مسلسل رسالہ الناظر لکھنؤ میں شائع ہوئی تھی، اور اب کتابی

شکل میں مطبع سے نکلی ہے، مصنف نے اس میں اس کو انگریزی کی مستند کتابوں سے مرتب کیا ہے، لیکن طرز ادا

اور زبان میں تالیف کے بجائے ترجمہ کا رنگ زیادہ نمایاں ہے، کتاب ۲۰ ابواب میں تقسیم ہے کتاب کی ابتدا دریافت

کنندگان امریکہ سے ہوتی ہے، لیکن افسوس ہے کہ اس سلسلہ میں مرتب نے ایسی بہت سی جدید تحقیقات کو نظر انداز

کر دیا ہے جو امریکہ اور کولمبس سے پہلے کی کڑیاں ہیں اور جنھیں اب یورپ کے حلقوں میں مستند تسلیم کر لیا گیا ہے،

علاوہ ازیں کتاب کے تمام مباحث صرف وہاں کے جغرافی و سیاسی حالات پر مشتمل ہیں، ضرورت تھی کہ آخر کے چند

ابواب میں امریکہ کی تمدنی ترقیوں کا مرقع بھی کھینچا جاتا کہ اگر امریکہ اپنے دریافت ہونے کے زمانہ میں جغرافی حیثیت سے

دنیا کی دلچسپی کا مرکز بنا رہا، اور پھر اسکی آزادی کی جد و جہد کے دور میں اگر اس کو سیاسی اہمیت حاصل رہی، تو اس

کے موجودہ دور میں اسکی تمدنی ترقی اور اقتصادی مرفہ الحالی کو لوگ جائزہ کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں، تاہم ہندوستان

کی موجودہ سیاسی کشمکش کے دور میں ضرورت ہے کہ اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھایا جائے، کہ اس وقت ہندوستان

کو امریکہ کے اسی سیاسی دور سے زیادہ گہری وابستگی ہے،

منتخبات ہندی کلام، مرتبہ جناب ڈاکٹر جعفر حسن صاحب پی ایچ ڈی، (ہائی ڈلبرگ)

استاذ معاشیات و عمرانیات جامعہ عثمانیہ، ناشر دی حیدرآباد بک ڈپو، چادر گھاٹ حیدرآباد، حجم ۲۲۵ صفحے،

تقطیع ۲۰×۳۰، کاغذ نفیس، لکھائی چھپائی ناقص، قیمت مجلد عہ/

ڈاکٹر جعفر حسن صاحب، پی ایچ ڈی نے ہندی شاعری کو اردو دان طبقہ مین روشناس کرنے کے لئے "منتخبات ہندی کلام" کے نام سے ہندی شاعری کا انتخاب شائع کیا ہے، مجموعہ کی ابتدا مین ایک بسیط مقدمہ ہے، جسمین ہندی شاعری کی خصوصیات دکھائی ہین، اور پھر اردو دان طبقہ کو اس کی طرف مائل کرنا چاہا ہے، اسی سلسلہ مین اردو مین ہندی پر جو کچھ لکھا گیا ہے، مرتب نے اس کا بھی جائزہ لیا ہے، یہ فہرست سرسری مطالعہ سے ناقص نظر آتی ہے، اور اس موضوع پر بعض اہم مضامین اور کتابین جو اس سے پہلے نکل چکے ہین، اس فہرست مین موجود نہین ہین، مجموعہ چند ابواب "ہندی جذبات عالیہ" "فلسفیانہ مسائل" "عاشقانہ تخیلات" اور "عشقیہ دوہے" پر مشتمل ہے، مرتب نے اولاً ایک ایک شعر یا ایک ایک دوہے کو اصل ہندی مین نقل کیا ہے، پھر اس کو اردو رسم الخط مین منتقل کیا ہے، پھر مشکل الفاظ کی تشریح کی ہے، پھر ترجمہ اور اس کے بعد شعر کی تشریح درج کیگئی ہے، یہی ترتیب اکثر جگہ نظر آتی ہے، لیکن کہین صرف ترجمہ پر اور کہین صرف تشریح پر اکتفا کیا گیا ہے، اکثر دوہے دلچسپ ہین، لیکن کہین کہین ان کی تشریح مین غیر ضروری تفصیل سے کام لیا گیا ہے، اور ہر دوہے پر ایک نئی تمہید اٹھا کر اس مین ایک طویل عمرانی و معاشی و فلسفیانہ موشگافیون کی کوشش کیگئی ہے (مثلاً ص ۵۵ تا ۶۰، ۶۲ تا ۶۶، ۷۵ تا ۷۷، اور ۷۷ تا ۸۱ وغیرہ) اگر دوہون کے بامعنی مطلب خیز ترجمہ اور ضروری تشریح پر اکتفا کیا جاتا، تو اس مجموعہ مین زیادہ منتخب کلام نظر آتا، لیکن اسی کے ساتھ کہین کہین نہایت لطیف، دلچسپ، اور پرکیف معنی آفرینیان نظر آتی ہین، اور معنی اور تشریح سے دوہے کی لطافت مین اضافہ ہو جاتا ہے، بہرحال یہ مجموعہ مجموعی حیثیت سے قابل قدر ہے، اور ضرورت ہے کہ اسی رنگ مین ہندی شاعری کو اردو دان طبقہ کے سامنے پیش کیا جائے،

انتخاب حسرت

، مرتبہ جناب جلیل احمد صاحب قدوائی بی اے علیگ، ناشر مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی، حجم ۱۵۰ صفحے، تقطیع چھوٹی، کاغذ اور لکھائی چھپائی اوسط درجہ قیمت عہ/

سید الشعراء فضل الحسن حسرت موہانی دور حاضر کے جدید طرز غزل گوئی کے بانی کہے جاتے ہین، ان کا دیوان سات آٹھ حصون مین وقتاً فوقتاً شائع ہوتا رہا ہے، جناب جلیل احمد صاحب قدوائی بی اے علیگ شکریہ کے مستحق ہین، کہ ہشت دفتر سے انتخاب کر کے "انتخاب حسرت" کے نام سے ایک مختصر مجموعہ تیار کیا ہے، مجموعہ کی ابتدا مین مرتب کا ایک مقدمہ ہے، جسمین حسرت کی شاعری پر تبصرہ کیا گیا ہے،

کھیتی

، از جناب محمد مجیب صاحب بی اے (آکس) پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی حجم ۸۰ صفحے، تقطیع چھوٹی، لکھائی چھپائی اچھی، قیمت ۶ر پتہ :- مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ قرول باغ دہلی،

"کھیتی" ایک اجتماعی و اصلاحی ڈراما ہے، جسمین مسلمانون کے دور حاضر کی اجتماعی زندگی دکھائی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح شہر کے خود غرض لیڈر اپنے ذاتی نام و نمود اور مفاد و مقاصد کے لیے مسلمانون اور غیر مسلمون کے درمیان فسادات کی تخم ریزی کرتے ہین، اور شہر کے ناکارہ مسلمان ان کے علم کے نیچے آجاتے ہین، اور قومی زندگی کی عمارت کو مسمار کرتے ہین، اور اس کے بالمقابل اسی ڈرامے مین ایک گریجویٹ کی دوسری سیرت دکھائی گئی ہے، جو شہر کی مکدر فضا سے نکل کر دیہات کی پرسکون زندگی اختیار کرتا ہے، اور وہان کھیتی باڑی مین مصروف ہوتا ہے، اور دیہات کی معاشرتی و اجتماعی اصلاح کرتا ہے، اور پھر شہر کی وہی ناکارہ جماعت جو وہان کے لیڈرون کا آلۂ کار تھی، اسی دیہات مین پہنچکر مفید تعمیری زندگی مین مصروف ہو جاتی ہے، ڈراما اپنے رنگ مین کامیاب ہے، عام مسلمانون مین اس کی اشاعت کی ضرورت ہے،

اساس منطق

، از مولوی سید ابو سعید عبد القدوس صاحب بہاری، مدرس مدرسہ عالیہ مصباح العلوم، الہ آباد، حجم ۵۸ صفحے، تقطیع چھوٹی، کاغذ اوسط درجہ اور لکھائی چھپائی معمولی، قیمت ۶ر پتہ :- جناب سید رکن الدین عالم صاحب مدرسہ عالیہ مصباح العلوم الہ آباد،

"اساس منطق" مین منطق کے مسائل کو عام فہم زبان مین چھوٹے بچون کے لیے مرتب کیا گیا ہے، طرز بیان مین سلاست و روانی کی زیادہ ضرورت تھی، رسالہ کی ترتیب عام منطقی کتابون کی ترتیب پر ہے، اصطلاحات و مسائل کی تشریح مین مثالین اردو کی دیگئی ہین، اور ہر بیان کے ختم پر مشقون کے ذریعہ مسائل کے مستحضر کرنے کی

کوشش کیگئی ہے، یہ رسالہ منطق کی ابتدائی کتابین ایساغوجی اور تہذیب وغیرہ پڑھنے والے طلبہ کے لیے بطور کلید کام دے سکتا ہے،

بچون کا قاعدہ، مؤلفہ مولوی سید مختار احمد و مولوی ذہین صاحب، حجم ۲۴ صفحے، لکھائی چھپائی بچون کے مناسب، قیمت درج نہین، ناشر مکتبۂ ابراہیمیہ اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن،

مکتبۂ ابراہیمیہ حیدرآباد نے یہ رسالہ بچون کے لیے مرتب کرایا ہے، جو حروفِ تہجی سے شروع ہوتا ہے، اور جدید طریقۂ تعلیم پر ترتیب پایا ہے، لیکن یہ رسالہ کی کوئی ایسی خصوصیت سمجھ مین نہین آئی، کہ بچے بچون مین سے خصوصیت کے ساتھ "بچون" کی طرف منسوب کیا جائے،

مخزنِ ادب، مؤلفہ جناب ڈاکٹر حافظ محمد عبد الرشید صاحب ایس ایس ایم اے ایل آئی جی، ناشر ایجوکیشنل بک ہاؤس مسول لائن علیگڈھ، حجم ۱۰۶ صفحے، تقطیع چھوٹی، لکھائی چھپائی اور کاغذ اوسط درجہ، قیمت درج نہین ہے،

"مخزن ادب" انگریزی اسکولون کی ساتوین آٹھوین جماعتون کے معیار کے مطابق لکھی گئی ہے، رسالہ کی ترتیب مین سب سے زیادہ اہمیت خطوط نویسی کو دیگئی ہے، چنانچہ سب سے پہلا باب "خطوط نویسی" ہے جسمین اولاً خط نویسی کے آداب بتائے گئے ہین اور پھر مختلف خطوط بطور نمونہ درج کئے گئے ہین، اسکے بعد ایک مستقل باب "خط شکست" پر ہے جسمین اس کے قواعد بتا کر شکست رسم خط کے خطوط نقل کئے گئے ہین، اس کے بعد ایک باب "رقوم و دیگر مروجہ علامتین" ہے، اس مین ناپ اور تول اور ہندسہ کے اوزان و علامات درج کئے گئے ہین، پھر ملک کے مشاہیر ادب کے خطوط نقل کئے گئے ہین، اور اس کے بعد اردو کے ممتاز بلند پایہ اہل قلم کے مضامین کا انتخاب ہے، پھر حصۂ نظم شروع ہے، جس کے آغاز مین اصناف کلام کا مختصر تعارف ہے، اور پھر ممتاز شعرا کے کلام کا انتخاب درج ہے، اگر رسالہ کی ترتیب مین مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا جاتا تو زیادہ مناسب تھا،

تصحیح، معارف ماہ جنوری ۱۹۳۲ء مین اردو رسالون کے تبصرہ مین ایک رسالہ کا نام "تبیغ" کے بجائے "تبلیغ" چھپ گیا ہے، ناظرین تصحیح کر لین،

"ر"

جلد ۲۹ | ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق ماہ جون سنہ ۱۹۳۲ء | عدد ۶

مضامین